غوثِ اعظم

یعنی

غوثِ اعظم قطب الاقطاب امام الاولیا شیخ محی الدین
ابو محمد سید عبد القادر جیلانی قدس سرہ العزیز
کی زندگی کے مختصر حالات، ضروری ہدایات اور صحیح تعلیمات

از

مولانا محمد احتشام الحسن کاندھلوی رحمہ اللہ

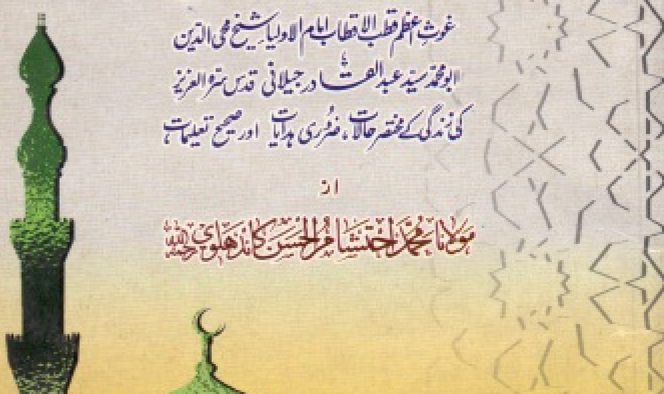

ادارہ اسلامیات
لاہور ۔ کراچی
پاکستان

وَفِی قَصَصِھِمْ عِبْرَۃٌ لِاُولِی الْاَبْصَارِ (القرآن)

ترجمہ: اور ان کے واقعات میں عبرت ہے آنکھوں والوں کے لیے۔

غوثِ اعظمؒ

یعنی

غوثِ اعظم قطب الاقطاب امام الاولیاء شیخ محی الدین ابو محمد سید عبد القادر جیلانی قدس سرہ العزیز کی زندگی کے مختصر حالات ضروری ہدایات اور صحیح تعلیمات

مرتبہ

حضرت مولینا محمد احتشام الحسن کاندھلوی

ناشر ⊙ تبلیغی کتب خانہ ⊙ لاہور

پاکستان میں اس کتاب کی طباعت کے جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں۔

طباعتِ اوّل : اکتوبر [illegible]
باہتمام : اشرف برادرز
ناشر : تبلیغی کتب خانہ لاہور
مطبع : ارشد سلمان وہاب پرنٹرز لاہور
قیمت :

ملنے کے پتے

ادارہ اسلامیات۔ ۱۹۰ انار کلی لاہور
دارالاشاعت اردو بازار کراچی
ادارۃ المعارف ڈاک خانہ دارالعلوم کراچی
مکتبہ دارالعلوم۔ ڈاکخانہ دارالعلوم۔ کراچی

فہرست مضامین

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
تمہید	۵	وعظ و تذکیر کا اصل محرک	۳۶
نسب	۸	کاملین کو تلقین	۴۱
حُلیہ	۸	صفاتِ خداوندی کی توضیح	۴۵
ابتدائی حالات	۸	شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کا مسلک	۴۷
سلسلہ وعظ و تذکیر کا آغاز	۱۴	کتاب و سنت کا اتباع	۴۹
ورع اور اخلاق	۲۴	سلسلۂ خلافت و مسند نشینی	۵۱
وعظ و تذکیر کا عروج	۲۵	خلفاء و مجازین	۵۳
شیخ طریقت کی علامات	۳۱	سوانح کا خلاصہ	۵۵
عمل کشائش	۳۳	ہندوستان میں فیضان	۵۸
فقیر بزرگ کی حقیقت	۴۴		

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تمہید

الحمد للہ الذی ھدیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ والعاقبۃ لمن اتقیٰ۔ حضرت شیخ المشائخ قطب الاقطاب امام الاولیاء ومحی الملۃ والدین غوثِ اعظم ابو محمد سید عبدالقادر جیلانی حسنی قدس سرہٗ سلسلہ قادریہ کے بانی اور سرخیل اولیاء کرام ہیں جو مقام غوثیت اور مقام قطبیت اور مقام فردانیت سے عروج کر کے مقام محبوبیت تک پہنچے ہوئے ہیں۔ اسی وقت آپ نے اپنے متعلق فرمایا۔

قدمی ھذا علیٰ کل اولیاء اللہ۔ میرے یہ قدم تمام اولیاء اللہ کی گردن پر ہیں۔ اور تمام اولیاء کرام نے سر تسلیم خم کیا اس سے بڑھ کر کیا مقام ہو سکتا ہے؟ جب آپ کا قدم مبارک تمام اولیاء اللہ کی گردن پر ہے اور تمام بزرگ آپ کے تحت فرمان ہیں۔ کیونکہ آپ کا یہ مقام سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم

کے قدموں کے نیچے ہے اور آپ اپنے حالات اور واردات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نشانات قدم پر ثابت قدم رہتے تھے اور ہر امر میں آپ کی شریعت مطہرہ کا اتباع کرتے تھے اسی لیے مقام محبوبیت سے سرفراز ہوئے تھے جیسا کہ ارشادِ خداوندی ہے

قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ وَ یَغْفِرْ لَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ۔	اے محمد! اعلان کر دو کہ اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میرا اتباع کرو اللہ تمہیں محبوب رکھے گا اور تمہارے گناہ معاف کرے گا۔

پس آپ کے قدم درحقیقت آپ کے قدم نہیں بلکہ رسول ثقلین کے قدم مبارک ہیں جن سے ہٹ کر کوئی بھی منزلِ مقصود تک نہیں پہنچ سکتا ۔

خلافِ پیغمبر کسے رہ گزید، کہ ہرگز بمنزل نہ خواہد رسید

پس جو بھی آپ کے مرتبہ اور مقام میں آ گیا اس کے قدم بھی آپ ہی کے قدم ہیں اور درحقیقت یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقدام مبارک ہیں۔ جن کی زندگی عبادتِ خداوندی کا اصل معیار ہے۔ جب حقیقتِ حال یہ ہے کہ تو پھر کون مومن و مسلمان آپ سے روگردانی کر سکتا ہے بلکہ تمام انسانوں کے لیے آپ کی زندگی نمونۂ عمل اور مشعلِ راہ ہے۔

بشرطیکہ آپ کی زندگی کے صحیح نقوش معلوم بھی ہوں اور آپ کی صحیح تعلیمات سے واقفیت بھی ہو۔ ان نقوش پر گامزن ہو اور ان تعلیمات کا پابند ہو تو یہی معرفتِ خداوندی اور بارگاہ خداوندی تک رسائی کا ذریعہ ہے۔

اس لیے ضرورت ہوئی کہ ان نقوش کو واضح کیا جائے اور آپ کی صحیح تعلیمات اور ہدایات سے آگاہ کیا جائے۔ تاکہ ان کے مطابق ہم اپنی زندگی کو بندگی کے اطوار سے آراستہ کر کے اللہ رب العالمین کے مقبول بندوں میں شامل ہو جائیں۔ اسی لیے یہ مختصر حالات، معمولات، ہدایات، تعلیمات جمع کی گئی ہیں تاکہ ان کو پیش نظر رکھ کر ان سے سبق حاصل کیا جائے۔ ان کو مشعل راہ بنا کر ان کے موافق زندگی کو بنایا جائے اور اللہ تعالیٰ کے محبوب اور مقرب بندوں کی طرح ہم بھی اللہ اور رسول کے پورے مطیع و فرمانبردار بن جائیں۔ و اللہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم۔

صاحبِ نفحات نے لکھا ہے کہ چار اولیا ہیں جو اپنے مزارات میں زندہ بزرگوں کی طرح روحانی تصرفات میں مشغول رہتے ہیں اور مخلوقِ خدا کی اصلاح و ہدایت کی طرف متوجہ رہتے ہیں۔ ایک حضرت معروف کرخیؒ دوسرے شیخ محی الدین ابو محمد عبد القادر جیلانیؒ تیسرے شیخ عقیل منبجیؒ چوتھے شیخ حیات حرانیؒ رحمہم اللہ تعالیٰ۔ پس کیا عجب ہے کہ اس رسالے کا ملاحظہ و مطالعہ اور اس پر عملی جد و جہد حضرت غوث اعظم جیلانیؒ کے روحانی فیض و تربیت اور باطنی جذب و کشش کا ذریعہ بن جائے اور زندگی راہ راست پر آ جائے۔

غوثِ اعظم امام ربانی قطبُ الاقطاب
شیخُ المشائخ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس اللہ سرہ العزیز

نسب غوث اعظم قطب الاقطاب شیخ المشائخ محی الدین ابو محمد سید عبدالقادر جیلانی بن شیخ ابو صالح موسیٰ بن جنگی دوست بن سید عبداللہ بن سید یحییٰ زاہد بن محمد بن سید داؤد بن سید موسیٰ الجون بن سید عبداللہ المحض بن سید حسن مثنیٰ بن امام ابی محمد حسن بن امیر المؤمنین علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ اور والدہ کی طرف سے آپ حسینی ہیں اور سلسلہ نسب حضرت امام حسین بن امیر المؤمنین علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ملتا ہے۔

بلادِ عجم کے ایک چھوٹے گاؤں نیف میں پیدا ہوئے۔ جو گیلان کے متعلقات سے ہے۔ اہل عرب گاف کو جیم سے بدل لیتے ہیں اس لیے گیلان کو جیلان بولتے ہیں جس کی وجہ سے آپ جیلانی مشہور ہوئے۔ بعض لوگوں نے جیلانی کہلانے کی اور بھی وجوہ بیان کی ہیں۔

ابتدائی علوم اپنے والد ماجد سے حاصل کیے۔ باطنی علوم کے شوق میں وطن سے چل کر عراق پہنچے۔ پھر وہاں سے مختلف مقامات میں پھرتے ہوئے رفتہ رفتہ ۴۸۸ھ میں شہر بغداد پہنچے۔ ابھی عنفوان شباب ہی تھا۔

کتاب بہجۃ القادریہ میں ہے کسی نے آپ سے آپ کا سن ولادت دریافت کیا تو آپ نے فرمایا۔ میں صحیح طور پر نہیں جانتا۔ ہاں اتنا یاد پڑتا ہے کہ میں اس سال بغداد پہنچا تھا جس میں تمیمی کا انتقال ہوا تھا۔ اس وقت میری عمر اٹھارہ سال تھی۔ تمیمی ابو محمد رزق اللہ کی وفات ۴۸۸ھ میں ہوئی۔ اس بنا پر ابو الفضل احمد بن صالح شافعی جیلی حنبلی نے لکھا ہے کہ شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی کی ولادت ۴۷۱ھ میں بمقام جیلان ہوئی اور آپ بغداد شریف پہنچے۔ کہ آپ کی عمر اسوقت اٹھارہ سال تھی۔ اور سترہ ربیع الآخر ۵۶۱ھ یا ۵۶۲ھ میں آپ کا وصال ہوا۔

حلیہ آپ کا بدن لاغر تھا اور درمیانہ قد۔ سینہ کشادہ تھا۔ ریش مبارک طویل و عریض تھی۔ آپ کا رنگ گندمی تھا۔ ابرو ملی ہوئی تھی آواز نہایت بلند اور گفتار خوش تر تھی لوگوں پر آپ کی ہیبت پڑتی تھی۔ آپ کا علم کامل تھا۔ اخلاق شیریں تھے۔ مزاج میں تواضع تھی۔

ابتدائی حالات آپ نے علم فقہ عراق کے مشہور و مستند علماء شیخ ابو الوفا علی بن عقیل اور شیخ ابو محمد بن حسین بن محمد فراء اور شیخ ابو سعید بن مبارک مخزومی رحمہم اللہ تعالیٰ سے حاصل کیا۔ اور متعدد علماء حدیث سے علم حدیث حاصل کیا جن میں شیخ ابو غالب محمد بن حسن باقلانی اور شیخ ابو سعید بن عبدالکریم بن جبیش اور شیخ ابو الغنائم محمد بن علی بن محمد بن میمون ہیں رحمہم اللہ تعالیٰ۔ اور علم آداب شیخ علی ابو زکریا تبریزی سے پڑھا۔ غرض تمام علوم و فنون میں ماہرین فنون سے اس فن کی مہارت اور واقفیت تام حاصل کی جس

سے علمی شان نمایاں ہو گئی۔ پھر آپ پر باطنی جذب و کشش کی کیفیت طاری ہوئی تو آبادی کی سکونت چھوڑ کر صحرا نوردی شروع کر دی اور جنگلوں میں رہنا شروع کر دیا۔ صاحب بہجۃ القادریہ خود آپ ہی سے نقل کرتے ہیں کہ آپ بغداد کے قیام میں فرمایا کرتے تھے کہ میں پچیس ۲۵ سال تک عراق کے جنگلوں اور ویرانوں میں پھرتا رہا۔ اور چالیس سال تک فجر کی نماز عشاء کے وضو سے پڑھی اور پندرہ ۱۵ سال تک عشاء کی نماز پڑھ کر نفلوں میں طلوع فجر تک ایک قرآن مجید ختم کیا۔ ابتداء میں اپنا بدن ایک رسی سے باندھ کر اس کا دوسرا سرا دیوار کی میخ سے باندھ دیا کرتا تھا۔ کہ اگر نیند غالب آئے تو اس کے جھٹکے سے بیدار ہو جاؤں۔ ایک رات جب میں اپنے معمول کے لیے تیار ہوا تو نفس میں یہ خطرہ آیا کہ اگر تھوڑی دیر سو کر قیام شب کیا جائے تو چنداں حرج نہ ہو گا۔ آخر نفس کا بھی حق ہے۔ میں اسی وقت کھڑا ہو گیا۔ اور جس جگہ دل میں یہ خطرہ آیا تھا اسی جگہ ایک پیر پر کھڑے ہو کر تمام قرآن مجید ختم کیا۔ یعنی ایک ہی بیت پر ایک ہی رکعت میں پورا قرآن مجید ختم کیا۔ تاکہ آئندہ اس قسم کے خطرات نفس میں نہ آئیں۔ اور آپ نے فرمایا کہ میں نے تین تین روز تک کسی چیز کے کھائے بغیر روزہ رکھا ہے اسی طرح بتدریج ترقی کرتا رہا۔ حتیٰ کہ چالیس روز تک روزہ سے رہا۔ اس عرصہ میں کوئی چیز بھی نہ کھائی نہ پی۔ اور رات کے معمول میں بھی کوئی فرق نہ آیا۔ اپنے معمول کے مطابق قیام شب کرتا رہا۔

اور آپ نے فرمایا کہ ان ایام میں میرے سامنے شیطان صورت بدل بدل کر آتا تھا مگر جب میں اس کو ڈانٹا تو وہ بھاگ جاتا تھا۔ اور دنیا بھی ایک خوبصورت شکل میں مال و زر سمیت سامنے آ کھڑی ہوتی تھی اور مجھ پر اپنی آرائش و زیبائش پیش کرتی تھی مگر میں اس کو بھی جھڑک کر بھگا دیتا تھا۔

اور آپ نے بیان فرمایا کہ میں نے برج عجمی میں گیارہ سال تک گوشہ عبادت اختیار کیا تھا۔ چنانچہ میرے اس طویل قیام کی وجہ سے ہی اس کو برج عجمی کہنے لگے۔ اسی دوران ایک مرتبہ میں نے خدا تعالیٰ سے یہ عہد کیا تھا کہ جب تک مجھے غیب سے کوئی چیز کھلائی یا پلائی نہ جائے گی میں ہرگز کوئی چیز نہ کھاؤں گا نہ پیوں گا۔ چنانچہ چالیس روز تک اس عہد پر قائم رہا کہ کچھ کھاتا پیتا نہ تھا۔ چالیس روز کے بعد ایک شخص نے آ کر روٹی اور کچھ کھانے کی چیز میرے سامنے رکھی اور چلا گیا۔ اس کو دیکھ کر میرا نفس بھوک کے غلبہ کی وجہ سے اس طرف مائل ہوا۔ مگر میں نے کہا خدا کی قسم میں اپنا عہد نہ توڑوں گا۔ اسی اثناء میں ایک شخص سامنے سے آیا اور اس نے چیخ کر تنبیہ کے طور پر مجھے کہا کہ اے عبدالقادر آخر یہ کیا حال ہے؟

میں نے کہا یہ محض نفس کا تقاضہ ہے مگر روح بالکل مطمئن ہے وہ اپنے مولیٰ عز و جل کی طرف اسی طرح لگی ہوئی ہے۔

یہ جواب سن کر اس شخص نے کہا اب تو میرے پاس باب ازج چلا آ۔ میں نے پھر اپنے دل میں کہا کہ میں اپنے عہد سے پھر جاؤں گا جب تک خدا تعالیٰ کا صاف حکم نہ آئے اور صاف طور پر کشف سے کوئی بات معلوم نہ ہو۔ میں اسی خیال میں تھا کہ اچانک ابو العباس حضرت خضر علیہ السلام تشریف لائے اور فرمایا کھڑا ہو اور میرے ساتھ ابو سعید کے پاس چل۔ میں ان کے ساتھ چل کر حضرت

ابوسعید کے پاس آیا تو دیکھا کہ وہ میرے انتظار میں اپنے گھر کے دروازہ پر کھڑے ہیں۔ مجھے دیکھ کر فرمایا "اے عبدالقادر تجھے میرا کہنا کافی نہ ہوا میں نے ہی تو تجھے بلایا تھا آخر اب حضرت خضر علیہ السلام نے تجھے یہاں پہنچایا"۔

پھر مجھے اپنے گھر میں لے گئے۔ کھانا تیار تھا اپنے پاس بٹھا کر اپنے ہاتھ سے کھلایا حتیٰ کہ میں خوب سیر ہو گیا۔ پھر اپنے دستِ مبارک سے "خرقۂ خلافت" مجھے پہنایا اور سند عطا فرمائی۔

اس کے بعد بھی میں نے اپنا وہی شغل جاری رکھا اور خرقہ درویشی کے موافق اپنے اشغال و اوراد میں مشغول رہا۔

اس حضرت خضر علیہ السلام کی رہنمائی کی پوری تفصیل آپ نے اس طرح بیان فرمائی کہ میں اس واقعہ سے پہلے اسی سیر و سیاحت میں تھا کہ ایک مرتبہ ایک شخص میرے پاس آیا اور مجھے کہا کیا تو میرے ساتھ رہنے کے لیے راضی ہے؟ میں نے کہا "ہاں راضی ہوں"۔

اس شخص نے کہا اس شرط پر کہ میرے حکم کے خلاف نہ کرنا۔

میں نے کہا بہت اچھا ایسا ہی ہوگا۔

اس شخص نے کہا جب تک میں واپس آؤں تم اسی جگہ رہو۔

یہ کہہ کر وہ شخص غائب ہو گیا۔ میں ایک سال تک وہاں اپنے اشغال میں مشغول رہا۔ ایک سال بعد وہ پھر آئے مجھے دیکھا کہ میں اسی مکان میں اپنے کام میں مشغول ہوں۔ تھوڑی دیر میرے پاس بیٹھے پھر کھڑے ہو گئے اور فرمایا جب تک میں آؤں تم یہیں رہنا۔

یہ کہہ کر وہ پھر ایک سال تک غائب رہے اور میں اسی مقام میں اپنے کام میں مشغول رہا۔ دوسرے سال کے بعد وہ پھر آئے مجھے وہیں اپنے کام میں مشغول پایا۔ تھوڑی دیر وہ میرے پاس ٹھہرے پھر وہی پہلی بات مجھے کہہ کر ایک سال کے لیے پھر غائب ہو گئے۔ میں وہیں اپنے کام میں مشغول رہا۔ اس کے بعد جو آئے تو ہاتھ میں روٹی اور دودھ کا پیالہ تھا۔ غرض تین سال کے بعد مجھے بتایا کہ میں خضر ہوں مجھے حکم ہوا ہے کہ میں تمہارے ساتھ کھاؤں۔

ہم دونوں نے ایک ساتھ کھانا کھایا پھر فرمایا اب تم میرے ساتھ بغداد چلو اس طرح ہم وہاں سے چلے اور بغداد میں داخل ہو گئے۔

جب آپ اپنے یہ ابتدائی حالات تحدیثِ نعمت اور دوسروں کی ترغیب اور ہمت افزائی کے لیے بیان فرما رہے تھے تو حاضرین میں سے ایک شخص نے آپ سے دریافت فرمایا کہ ان تین سال میں آپ کی غذا کیا تھی؟

آپ نے فرمایا جنگل کی گھاس اور درخت کے پتوں سے بھوک کے غلبہ کے وقت کچھ تھوڑا بہت کھا لیتا تھا۔

گویا ان سالوں میں آپ کی غذا متعارف بند رہی جنگل کی گھاس اور درختوں کے پتوں پہ گزر رہا وہ بھی بقدر ضرورت شدت بھوک میں۔ تاکہ طبیعت ان کی عادی نہ ہو جائے۔ روزہ پہ روزہ کی جو کیفیت ابتدا میں بیان فرمائی غالباً اس کی حقیقت بھی یہی ہوگی کہ سحر و افطار میں گھاس یا پتوں پہ اکتفا فرماتے ہوں گے اور شریعت و سنت کے مطابق روزہ کسی چیز سے افطار فرما لیتے ہوں گے۔ تاکہ شریعت کا خلاف لازم نہ آئے کیونکہ آپ شریعت کے متبع اور پابندِ شریعت

تھے۔ اور اس قسم کا افطار کھانے میں شمار نہیں ہوتا بلکہ اسے صوم وصال ہی کہا جاتا ہے۔ یہ ابتدائی ریاضتوں اور مجاہدوں کے حالات جس طرح حضرت غوث اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ نے دوسروں کی ترغیب و تشویق اور سالکانِ راہِ طریقت کی رہنمائی اور ہمت افزائی کے لیے بیان فرمائے۔ اور وہ بھی چند مہینوں اور چند سالوں کے نہیں بلکہ پورے پچیس ۲۵ سال متواتر عنفوانِ شباب کے ہیں۔ اسی طرح میں نے ان مجاہدات و ریاضات کے حالات کو اس غرض سے نقل کر دیا ہے تاکہ حقیقت واضح ہو جائے کہ منصب ارشاد و تلقین پر فائز ہونا، مقام قطبیت اور غوثیت اور ہدایت پر سرفراز ہونا کوئی معمولی تماشہ نہیں۔ بڑی جانکاہی۔ جانبازی۔ نفس کشی کے بعد متواتر ابتلاءات اور آزمائشات کے بعد بارگاہِ خداوندی سے کسی منصب عظمیٰ کی عطا و بخشش ہوتی ہے۔

سلسلہ وعظ و تذکیر کا آغاز

بغداد شریف کے قیام میں حضرت غوث اعظمؓ نے مخلوق کی رہنمائی اور انسانوں کی اصلاح و درستی کے لیے مواعظ کا سلسلہ بھی جاری فرمایا جو آج تک بھی "مواعظ غوثیہ" کے نام سے لوگوں کی اصلاح و درستی کر رہے ہیں۔ آٹھ سو سے زیادہ سال کا زمانہ گزر جانے کے باوجود ان مواعظ حسنہ غوثیہ میں وہ قوت تاثیر ابھی تک پائی جاتی ہے کہ ان کے سننے گوش گزار ہونے سے سنگدل سے سنگدل انسانوں کے قلوب بھی نرم ہو جاتے ہیں۔ خوف خدا اور آخرت کی سزا سے لرز جاتے ہیں تو پھر اس وقت ان کی قوت تاثیر کا کیا حال ہو گا جب یہ موعظت و نصیحت کی باتیں ترجمانِ حقیقت کی زبان

سے نکل کر براہِ راست انسانی قلوب پر معرفت و حکمت کے آبدار موتی برساتے ہوں گے اور عشق کے فوارے چھوڑتے ہوں گے۔

ان مواعظ حسنہ کا آغاز کس طرح ہوا؟ اس کی تفصیل کیفیت آئندہ بیانات سے بخوبی معلوم ہو جائے گی جو عینی شہادتیں اور چشم دید حالات ہیں۔

حافظ تقی الدین واسطیؒ نے طبقات خرقہ میں لکھا ہے کہ بلاشک حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ بڑے عالی مرتبہ جلیل القدر، عظیم الشان شخص تھے۔ آپ کی کثرت کرامات اور معتبر حالات کی وجہ سے آپ کے گروہ اقطاب میں سے ہونے میں کسی کو کلام کی گنجائش نہیں ہے۔ آپ ۵۲۰ھ کے بعد بغداد کے شہر پناہ کے پاس وعظ فرمانے بیٹھے۔ ابتدا میں آپ کے وعظ میں ایک یا دو، انتہا درجہ تین آدمی شریک ہوتے تھے مگر آپ عزم و استقلال کے ساتھ لوگوں کی بے توجہی کے باوجود برابر وعظ فرماتے رہے۔ رفتہ رفتہ لوگوں کو اس طرف توجہ ہوئی۔ اور آپ سے اعتقاد پیدا ہوا۔ پھر آپ کے خلوص و اخلاص کی بدولت آپ کو مقبولیت عام حاصل ہوئی۔ اور عوام و خواص کی آپ کی جانب رجوعات ہوئی کہ خلق کثیر کا آپ کے وعظ میں ہجوم و اژدہام ہونے لگا۔

اور آپ کے حالات و کرامات اور اقوال و نصائح کا دور و نزدیک شہرہ عام ہوا۔ آپ کی عظمت و ہیبت کا اور روحانی قوت و طاقت کا اثر دنیادار دولت و جاہ والوں، حکمرانوں، وزیروں اور بادشاہوں سب ہی پر پڑا اور سب آپ کے معتقد ہو گئے۔

اس طرح تمام سرکش اور نافرمان لوگ جو اپنے خالق اور مالک جل جلالہ

سے بغاوت و سرکشی اور غداری و نافرمانی کر رہے تھے آپ کی تعلیم و تربیت اور پند و نصیحت سے اپنے پروردگار خالق اور مالک عز و جل کے مطیع و فرمانبردار بن گئے۔ بعد میں آپ کے شیخ حضرت شیخ مخزومی رحمہ اللہ تعالیٰ کا مدرسہ آپ کے سپرد ہوا۔ اور کثرتِ ہجوم کی وجہ سے اس عالیشان مدرسہ میں بھی توسیع کرنی پڑی اور ایک وسیع عمارت بنانی پڑی جس میں آپ آخر عمر تک درس و تدریس اور وعظ و تذکیر اور مخلوقِ خدا کے ارشاد و تلقین میں مشغول رہے۔

اس قدر سخت مشغولیت اور کثرت مشاغل کے باوجود ہر وقت آپ پر وجد کی کیفیت طاری رہتی تھی۔ یعنی مخلوق کے ساتھ رہتے ہوئے بھی مخلوق سے یکسو اور بے گانہ رہتے تھے اور اپنے خالق جل جلالہ سے وابستہ و پیوستہ تھے۔ "باہمہ و بے ہمہ" آپ کی شان تھی۔

ابن خشاب رحمہ اللہ جو ایک معروف درویش ہیں۔ اپنا حال بیان کرتے ہیں کہ ابتداءً جب میں علم نحو پڑھتا تھا حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ کی مجلس میں شریک ہو کر آپ کا وعظ بھی سنتا تھا مگر میں علم نحو پڑھتا رہا۔ علم باطن کے شوق و رغبت کے باوجود اس کو حاصل کرنے کی طرف متوجہ نہ ہوا۔

ایک روز میں وعظ میں بیٹھا آپ کی نصیحتیں سن رہا تھا کہ مجھے اپنی خستہ حالت پر افسوس ہوا۔ اور میں نے اپنے دل میں کہا میرا وقت بالکل ضائع ہوا کہ اب تک میں علوم معرفت و حقیقت سے بے بہرہ ہوں اور مجھے اس پاکیزہ اصل علم سے کچھ حاصل نہیں ہوا ہے۔

یہ خیال دل میں آتے ہی حضرت شیخ قدس سرہٗ کے یہ ارشادات کانوں میں پڑے جو آپ منبر پر بیٹھے وعظ میں فرما رہے تھے: "اے عزیز! تو علم نحو میں مشغول کو زبانی ذکر سے بہتر جانتا ہے۔ میرے دوست اس کا ثمرہ زیادہ سے زیادہ یہی ہوگا کہ تو "سیبویہ" بن جائے گا۔ بغرض خدا کا عارف اور خدا شناس تو علم نحو پڑھنے سے نہیں بن سکتا۔"

میں نے اپنے دل میں کہا کہ حضرت شیخ کا یہ خطاب میری ہی طرف ہے۔ اور مجھے ہی سمجھانا مقصود ہے۔

ابن نجار بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابو محمد اخفش سے سنا وہ بیان کر رہے تھے کہ میں شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ کی خدمت میں سخت جاڑے کے موسم میں حاضر ہوا تو دیکھا کہ آپ صرف ایک کرتہ اور ایک جبہ پہنے ہوئے تھے۔ جبہ بھی اکہرہ تھا۔ دوہرے کپڑے کا بنا ہوا نہ تھا۔ اس پر بھی پسینہ آپ کے بدن سے بہہ رہا تھا اور آپ کے گرداگرد چند آدمی آپ کو پنکھا جھل رہے تھے جیسا کہ شدت گرمی کے موسم میں ہوتا ہے۔

یہ کوئی بناوٹی اور مصنوعی حالت نہ تھی بلکہ اس عشق خداوندی کی سوزش و گرمی تھی جو آپ کے رگ و ریشہ میں سمایا ہوا تھا۔ اور اللہ رب العزت کے نام پاک کے اثرات تھے جو آپ کے اندرون جسم میں سموئے ہوئے تھے۔ موسمی تغیرات اور سردی و گرمی سے اس کو کوئی تعلق نہ تھا۔ سوز دروں اور کیفیت باطنی تھی جو ہر حال میں یکساں تھی۔

ے سوز لیست سوزِ عشق کہ نارِ جحیم ازو
فرسنگہا گریزد و فریاد می کند

اسی اندرونی سوزش و شورش کی وہ چنگاریاں اور بجلیاں تھیں جو الفاظ کی شکل میں آپ کے اندرون سے نکل کر لوگوں کے سیاہ زنگ آلود قلوب پر پڑ رہی تھیں اور ان کو روشن ضمیر، عارفِ حقیقت، واصل باللہ بنا رہی تھیں۔ ان اندرون سے نکلی ہوئی چنگاریوں نے کس قدر قلوب کو روشن کیا اور کتنی مخلوق خدا کی ان کی وجہ سے اصلاح و درستی ہوئی؟

اس کے متعلق الشیخ ابو محمد اخفش کا بیان ہے کہ بلاشک شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سلاطینِ رجال اور اعاظم اولیاء باکمال سے تھے۔ صاحب احوال و کیفیات تھے۔ کاملینِ زمانہ نے آپ کا ذکرِ خیر کیا ہے اور اعیانِ امت نے آپکی تعریف کی ہے۔ بڑے بڑے مشائخ زمانہ آپکی تعظیم و تکریم کرتے تھے۔ لاکھوں اشخاص آپکی پیروی سے صالحین و کاملین بن گئے اور تمام بندگانِ دین اور مسلمانوں کے تمام طبقات عوام و خواص کے قلوب آپ کی طرف مائل ہو گئے اور ہو رہے ہیں اور ہوتے رہیں گے جو اس امر کی کھلی دلیل ہے کہ آپ مشائخ کاملین کے سرتاج ہیں۔

شیخ مقری شہاب الدین ابو العباس احمد مشہور بہ ابن رجب بغدادی بیان فرماتے ہیں کہ میں نے ابو الخیر ابن قبان بغدادی سے سنا ہے کہ قاضی مخزومی کا مدرسہ جب حضرت شیخ عبد القادر جیلانی کے سپرد ہوا تو آپ نے اس کی تعمیر کا ارادہ فرمایا۔ کثرتِ مستفیضین کی وجہ سے پہلی عمارت ناکافی ہو گئی۔ اکثر

مرد اور عورتیں جو مجالس وعظ میں شریک رہتے تھے۔ مصارف تعمیر کے لیے خود ہی حسب استطاعت و سہولت مصارف میں حصہ لے رہے تھے۔

ایک روز ایک عورت آپ کے پاس اپنے خاوند کو لائی جو مزدور پیشہ تھا اور روزانہ مزدوری سے اپنی گزر اوقات کرتا تھا۔ اور عرض کیا کہ یہ میرا شوہر ہے جس کے ذمہ میرے مہر کے بیس دینار (اشرفی) ہیں میں نے ان میں سے نصف مہر یعنی دس دینار اس شرط پر معاف کر دیئے کہ یہ باقی نصف کے عوض آپ کے مدرسہ میں کام کرے۔ ہم دونوں اس شرط پر راضی ہیں۔ اس شرط کے مطابق ایک ہبہ نامہ آپ کے حوالے کیا۔ اور خاوند کو آپ کے سپرد کر کے چلی گئی۔

حضرت شیخ اس کے شوہر سے مدرسہ میں مزدوری کا کام کرایا کرتے تھے ایک روز تو اس کو مزدوری کے پیسے دیدیتے تھے کیونکہ وہ محتاج فقیر تھا۔ کسی شے کا مالک نہ تھا جس سے اس کی آمدنی ہو۔ اور ایک روز شرط کے موافق کچھ نہیں دیتے تھے۔ پھر جب آپ کو معلوم ہوا کہ یہ شخص پانچ دینار کے بقدر کام کر چکا ہے تو آپ نے وہ ہبہ نامہ اس کو دیدیا اور فرمایا ہم نے باقی دیناروں کے عوض خدمت کو معاف کیا۔

طبقاتِ حنابلہ میں لکھا ہے کہ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی ایک مرتبہ اپنے گزشتہ حالات بیان فرما رہے تھے۔ اسی دوران آپ نے فرمایا کہ ایک دن بھوک کی شدت میں میرے نفس نے مجھ پر تقاضا کیا کہ بازار سے کچھ کھانے کے لیے لاؤں۔ مگر میں اس کو ٹالتا تھا۔ ایک جگہ سے دوسری جگہ جاتا تھا اور

آبادی سے نکل کر جنگلوں میں گھومتا تھا کہ اچانک چلتے ہوئے ایک پتہ پر میری نظر پڑی جس میں کچھ لکھا ہوا تھا۔ میں نے اس کو اٹھا کر دیکھا تو اس پر لکھا ہوا تھا۔

ما للاقویاء من الشهوات انما هی للضعفاء لیتقووا بها علی طاعتی۔

قوی ایمان والوں کے لیے خواہشات نہیں ہیں۔ وہ تو ضعیف ایمان والوں کے لیے ہیں تاکہ وہ ان کی وجہ سے میری طاعت پر قوت حاصل کریں

یہ لکھا ہوا دیکھ کر میں نے اس خواہش کو دل سے نکال دیا۔

اور بیان فرمایا کہ نہر کے کنارہ کی کانٹے دار گھاس اور پتیوں سے اپنی غذا پیدا کیا کرتا تھا۔ ایک مرتبہ بہت تنگی پیش آئی جب کہ بغداد میں گرانی اور قحط سالی حد کو پہنچ گئی تھی، اس وقت کئی کئی دن کچھ کھانے کی نوبت نہ آتی کیونکہ اس دور میں دیگر فقراء و مساکین کا گزر بھی انہیں اشیاء سے ہوتا تھا۔ جو میری غذا تھی۔ جب میں شہر میں پڑی ہوئی کوئی چیز یا جنگل کی کوئی گھاس یا پتی کھانے کے ارادہ سے اٹھانا چاہتا تو دیکھتا کہ دوسرے فقراء و مساکین بھی اس کی تلاش میں ہیں۔ پس غیرت اور شرم کی وجہ سے وہ چیز انہیں کے لیے چھوڑ دیتا تھا اور خود بھوکا رہتا تھا۔ جب ضعف و نقاہت حد سے بڑھا تو میں نے پھول والے بازار سے ایک چیز اٹھائی اور اس بازار کے ایک گوشہ میں کھانے کے لیے بیٹھ گیا۔ بھوک کی شدت کی وجہ سے میں اس وقت موت کے قریب پہنچ گیا تھا۔ اسی دوران ایک عجمی جوان آیا اس کے

پاس تازہ روٹیاں اور بھنا ہوا گوشت تھا۔ وہ بیٹھ کر ان کو کھانے لگا۔ اس کو دیکھ کر میرا عجب حال ہو گیا جب وہ لقمہ کھانے کے لیے اٹھاتا تو بھوک کی بے تابی کی وجہ سے بے اختیار دل چاہتا تھا کہ میں اپنا منہ کھول دوں تاکہ وہ ایک لقمہ میرے منہ میں رکھ دے۔ آخر میں نے اپنے نفس کو ڈانٹا اور اپنے دل میں کہا یہ کیا بے صبری کی ناقص حالت ہے۔ اللہ تعالیٰ میرے ساتھ ہیں۔ اگر موت ہی منظور ہے تو کوئی حرج نہیں اور یہ ٹھان لیا کہ اب نہ کھاؤں گا۔ میں انہی خیالات میں تھا کہ وہ عجمی جوان میری جانب متوجہ ہوا۔ اور مجھے کہا۔ بسم اللہ اے بھائی تم بھی کھانے میں شریک ہو جاؤ۔ میں نے انکار کیا۔ اس نے مجھے قسم دی کہ شریک ہونا پڑے گا۔ میرے نفس نے مجھ پر تقاضا کیا کہ اب مجھے شریک ہو جانا چاہیئے۔ مگر میں نے اب بھی نفس کی مخالفت کی۔ اس شخص نے پھر مجھے قسم دی تو میں نے مان لیا اور تھوڑا سا کھا لیا۔

پھر اس نے دریافت کیا تمہارا مشغلہ کیا ہے اور کہاں کے رہنے والے ہو؟

میں نے کہا۔ میں اصل باشندہ جیلان کا ہوں۔

اس نے کہا میں بھی جیلان ہی کا ہوں۔ کیا تم جیلانی جوان کو جانتے ہو جس کا نام عبد القادر ہے اور سید عبد اللہ صومعی مشہور زاہد کا لڑکا ہے؟

میں نے کہا: وہ میں ہی ہوں۔

یہ سن کر وہ مضطرب ہو گیا۔ اور اس کے چہرہ کا رنگ بدل گیا۔ اور کہا خدا

کی قسم میں جب بغداد آیا تو میرے پاس ذاتی کچھ رقم تھی میں نے اس وقت آپ کے متعلق دریافت کیا تو کسی نے نہ بتلایا۔ میں برابر آپ کو تلاش کرتا رہا حتیٰ کہ جو رقم میرے پاس تھی سب خرچ ہو گئی۔ اور تین روز سے میرے پاس کھانا خریدنے کے لیے کچھ نہ تھا۔ صرف وہ رقم تھی جو آپ کی امانت تھی جب موت سامنے نظر آنے لگی تو مجبوراً آپکی امانت میں سے یہ روٹی اور گوشت خریدنا پڑا۔ اب آپ بھی بخوشی اسے کھائیں۔ یہ آپ ہی کا مال ہے۔ پہلے آپ میرے مہمان تھے اور اب میں آپ کا مہمان ہوں۔

میں نے حقیقت حال دریافت کی تو اس نے بتایا کہ آپ کی والدہ محترمہ نے میرے ہاتھ آپ کے لیے آٹھ دینار (اشرفی) بھیجے ہیں۔ اضطراری حالت میں ان میں سے یہ گوشت روٹی خریدا ہے باقی رقم موجود ہے جو مجبوری میں خرچ ہو گئی، اس کی معافی کا خواستگار ہوں۔

یہ سن کر مجھے مسرت ہوئی جو کھانا بچ گیا تھا۔ وہ اسی کو دیدیا اور مزید خرچ کے لیے کچھ سونا بھی دے دیا۔ اس شخص نے ان کو قبول کر لیا اور چلا گیا۔

ایک مرتبہ آپ نے اپنا واقعہ بیان فرمایا کہ میرا ایک دکاندار سے معاملہ تھا۔ وہ روزانہ مجھے ایک روٹی کچھ ترکاری قرض دیتا تھا۔ جب اس کا قرضہ زائد ہو گیا تو مجھے پریشانی ہوئی۔ اس کی ادائیگی کی کوئی صورت نظر نہ آتی تھی۔ اس وقت غیب سے آواز سنی کہ تم فلاں جگہ پر جاؤ۔

میں اس مقام پر پہنچا تو سونے کا ٹکڑا مجھے ملا۔ جس سے دکاندار کا قرض ادا کر دیا۔

اور آپ نے بیان فرمایا مجھے طالب علمی کے زمانہ علمی شغف و انہماک تھا یکایک مجھ پہ باطنی حالت طاری ہوئی۔ جب یہ حالت طاری ہوتی تو میں ان مہ پارات جنگل میں نکل جاتا تھا اور بے حواس پھرتا تھا اور چیخیں مارتا تھا۔ اکثر بے ہوشی کی حالت طاری ہو جاتی تھی اور بالکل بے حس و حرکت ہو جاتا تھا۔ حتیٰ کہ بعض دفعہ لوگوں نے اس حالت میں مردہ جان کر مجھے غسل میت بھی دیدیا۔ ان حالات میں بھی جب کبھی میں نے بغداد شہر چھوڑنے کا ارادہ کیا تو مجھے غیب سے آواز آئی "شہر میں لوٹ جاؤ لوگوں کو تجھ سے فائدہ پہنچے گا"۔

علامہ شعرانی نے طبقات کبریٰ میں لکھا ہے کہ شیخ عبد القادر جیلانی اپنے متعلق بیان فرماتے ہیں کہ مجھ پر ابتدا میں سختیاں رکھی گئیں۔ اور جب انتہا کو پہنچ گئیں تو میں عاجز آکر زمین پر لیٹ گیا۔ اور یہ آیت پڑھی۔

انّ مع العسر یسرا ان مع	بے شک سختی کے ساتھ آسانی ہے
العسر یسرا	اور بے شک سختی کے ساتھ آسانی ہے۔

اس آیت کی تلاوت کی برکت سے وہ ساری سختیاں مجھ سے دور ہو گئیں۔

آپ کا اپنے متعلق ارشاد ہے "میں نے ابتدا میں بڑی بڑی سختیاں اٹھائی ہیں مگر کوئی سختی ایسی نہیں جس پر میں غالب نہ رہا ہوں۔ اس وقت میرا لباس ایک اونی جبہ تھا اور سر پہ ایک پھٹا ہوا کپڑا اور میں برہنہ پا و برہنہ جسم خار دار جنگلوں میں پھرتا تھا اور جنگل کی سبزیاں اور خار دار خس و خاشاک سے جو نہر کے کنارے پر دستیاب ہو جاتی تھی اپنا پیٹ بھرتا تھا۔ جب تک مجھ پہ باطنی کیفیات وارد نہ ہوئیں میں سخت سے سخت مجاہدات کرتا

رہا۔ اور جب باطنی کیفیات طاری ہوگئیں تو طبیعت کی حالت ہی دگرگوں ہوگئی

درس اور اخلاق

شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ علم میں درس دیتے رہے۔ مدرسہ میں ایک سبق علم تفسیر کا پڑھاتے تھے۔ اور علم حدیث۔ علم فقہ۔ علم مناظرہ۔ علم اخلاقیات۔ علم معقول وغیرہ میں آپ ایک ایک سبق پڑھاتے تھے۔

اوقات کی تقسیم اس طرح تھی کہ آپ صبح سے دوپہر تک اور تیسرے پہر سے شام تک تفسیر اور حدیث اور مذہب اور اخلاقیات اور اصول اور صرف و نحو پڑھاتے تھے۔ ظہر کے بعد آپ بیشتر قرآن مجید کو متعدد قراءت کے ساتھ تعلیم دیا کرتے تھے۔

امام شافعی اور امام احمد بن حنبل دونوں مذاہب پر فتویٰ دیتے تھے فتویٰ نہایت محقق اور مکمل تحریر فرماتے تھے۔ جب آپ کے فتاویٰ علماء عراق کے سامنے پیش ہوتے تو وہ آپ کی تحریر و تحقیق پر متعجب ہو کر بے ساختہ فرماتے:

سبحان من انعم علیہ — پاک ہے وہ ذات جس نے آپ پر یہ انعام فرمایا۔

اس قدر علو شان اور عالی مرتبہ ہونے کے باوجود اعلیٰ اخلاق سے متصف تھے۔ چھوٹے حقیر فقیر آدمیوں اور نوکروں غلاموں کے ساتھ نشست و برخاست رکھتے تھے۔ ان کی خدمت کرتے تھے حتیٰ کہ ان

کے کپڑوں کی جوئیں تک ڈھونڈتے تھے۔

اور یہ سب اس لیے تھا کہ ابتدا میں راہ مولیٰ میں مشقت و محنت اٹھائے ہوئے تھے۔ آپ خود فرمایا کرتے تھے کہ میں عراق کے جنگلوں اور ویرانوں میں پچیس سال رہا ہوں۔ برہنہ پا، برہنہ بدن، نہ میں خلقت کو جانتا تھا اور نہ کوئی مجھے جانتا تھا۔ اس زمانہ میں مردان غیب اور جنات میرے پاس آتے تھے۔ ان کو میں خدائے عزوجل کا راستہ بتاتا تھا۔ اور معرفت و حقیقت کی تعلیم دیتا تھا۔

اور آپ فرمایا کرتے تھے کہ جب حق تعالیٰ کسی کی ایک حالت قائم فرمادے تو اس سے بہتر یا ادنیٰ کو اختیار نہ کرے (ادنیٰ حالت کو تو کوئی بھی اختیار نہیں کرتا لیکن اعلیٰ کے اختیار سے اس لیے روکا کہ بعض دفعہ یہ اعلیٰ کی طلب بھی خواہش نفسانی اور عجب و بڑائی کی وجہ سے ہوتی ہے جس کی وجہ سے بعض مرتبہ پچھلی حالت سے بھی گر جاتا ہے۔)

شیخ یوسف ابو زکریا عسقلانی حنبلی رح نے شیخ محمد بن علی بن ادریس یعقوبی رح سے شیخ عبدالقادر جیلانی رح کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ شیخ جیلانی رح بڑے عارف، زاہد، خدا سے ڈرنے والے، ہر وقت خشوع و خضوع سے رہنے والے۔ مجاہدہ و ریاضت کرنے والے۔ اور اوراد و اذکار کے پابند، خدا کے سامنے بہت رونے والے بزرگ تھے اور صاحب اخلاص واعظ، بڑے جید عالم اور بڑے عاقل، متقی، پرہیزگار تھے۔ اپنے علم پر عمل کرتے تھے۔ اہل حق کو دوست رکھتے تھے اور اہل باطل سے

بغض و عداوت رکھتے تھے۔ فاسق و فاجر لوگوں سے نفرت کرتے تھے اور صالحین کی طرف متوجہ رہتے تھے۔ آپ صاحب حال اور صاحب باطن تھے اور صاحب کشف و کرامات تھے۔ اور احوال صالحہ رکھتے تھے۔ آپ کی تقریر شیریں ہوتی تھی اور آپ کا برتاؤ ہر ایک کے ساتھ اچھا تھا۔ دینداروں کے قلوب میں آپ کی عزت و وقعت تھی اور آپ کی شہرت دور دور تک پہنچی ہوئی تھی۔ آپ کی خلوت و جلوت دونوں یکساں مبارک تھیں۔ آپ عام مسلمانوں کی نصیحت، خیر خواہی اور غمخواری میں مشغول رہتے تھے۔ آپ اپنے زمانہ کے مشائخ کی تعظیم کرتے تھے اور ان کے مراتب عالیہ کا اعتراف کرتے تھے اور آپ خود بھی اپنے زمانہ کے اعلیٰ، اکمل، افضل مشائخ اور اکابر میں سے تھے۔ اور آپ خدا تعالیٰ کے ان مخلص بندوں میں سے تھے جو شریعت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پورے پابند تھے جس کی وجہ سے حق تعالیٰ نے آپ کو اپنی عنایات اور انعامات سے سرفراز فرمایا تھا۔

امام ذہبیؒ اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں کہ شیخ عبدالقادر جیلانیؒ صاحب کرامات اور صاحب مقامات بزرگ تھے۔ عالم شباب میں بغداد میں آئے۔ قاضی ابو سعید مخزومیؒ سے علم فقہ پڑھا اور شیخ ابوبکر بن احمد بن نجار اور شیخ ابو غالب باقلانی اور شیخ ابو القاسم ابن بنان اور شیخ ابو محمد جعفر سراج اور شیخ ابو سعد بن حبیش اور شیخ ابو طالب بن یوسف رحمہم اللہ تعالیٰ سے علم حدیث حاصل کیا۔

اور آپ سے شیخ ابو سعد سمعانی اور شیخ عمر بن علی قرشی اور آپ کے دونوں

صاحبزادوں سید عبدالرزاق اور موسیٰ اور حافظ عبدالغنی اور شیخ موفق نے علم حدیث حاصل کیا۔ ان کے علاوہ اور بہت علماء نے بھی آپ سے علم حدیث پڑھا ہے۔ آپ اپنے زمانہ کے امام اور قطب تھے۔ اور آپ کے اپنے وقت کے شیخ الشیوخ ہونے میں کسی کا خلاف نہیں ہے۔

وعظ و تذکیر کا عروج

علامہ علیمیؒ کتاب عقود الجمان میں تحریر فرماتے ہیں کہ شیخ عبد القادر ۴۷۰ھ میں پیدا ہوئے۔ بغداد پہنچے اور محدثین کی ایک جماعت سے حدیث پڑھی اور علم فقہ شیخ ابو سعید مخزومی حنبلی سے پڑھا۔ انہوں نے بغداد میں ایک مدرسہ قائم فرمایا تھا۔ شیخ اس میں وعظ و نصیحت فرماتے تھے۔ بڑے زاہد، صاحب حال، صاحب مکاشفات اور قلبی خطرات پر کلام کرنے والے بزرگ تھے۔

بہجۃ الاسرار میں لکھا ہے کہ ایک روز آپ وعظ فرما رہے تھے۔ اتفاقاً سامعین میں اس وقت ایک قسم کی سستی اور بے توجہی تھی۔ آپ نے آسمان کی طرف نظر اٹھا کر یہ دو شعر پڑھے۔

لا تسقنی وحدی فما عودتنی ؛ انی اشح بها علی جلاسی

خدایا! شراب شوق تنہا مجھی کو نہ پلا۔ دوسروں کو بھی پلا۔ کیونکہ تو نے مجھے اس کا عادی نہیں بنایا ہے کہ میں اپنے ہمنشینوں کے ساتھ بخل کروں۔

انت الکریم وھل یلیق تکرما ؛ ان یعبر الندما دور الکاس

تو بڑا سخی و کریم ہے اور کریم کی شان کریمی کے لائق نہیں ہے کہ میرے

ہمنشینوں سے جامِ شوق کا دور یوں ہی گزر جائے اور ان کو نہ ملے ۔

یہ اشعار پڑھتے ہی سامعین و حاضرین پر ایک بے خودی کی کیفیت طاری ہو گئی اور شوق و معرفت کی آگ سینوں میں بھڑک کر اضطراب و بے قراری کی حالت پیدا ہو گئی۔ حتیٰ کہ ایک یا دو شخص فرطِ اضطراب سے اسی وقت واصل بحق ہو گئے۔

ابنِ حاجب نے طبقاتِ حنابلہ میں تحریر فرمایا ہے کہ شیخ عبد القادر جیلانیؒ وعظ و نصیحت فرماتے تھے اور تمام خواص و عوام میں مشہور تھے۔ مقبولیت عامہ آپ کو حاصل تھی۔ سب آپ کی صلاحیت و دیانت داری اور تقویٰ و پرہیزگاری کے معتقد تھے اور آپ کی باتوں اور آپ کے وعظوں سے نفع اٹھاتے تھے۔ جماعت اہلِ سنت کو آپ کے ظہور و وجود سے بہت نصرت و تقویت پہنچی۔ آپ کے اقوال و احوال۔ مکاشفات و کرامات مشہور ہوئے آپ اپنے زمانہ میں سب سے معظم شمار ہوتے تھے تمام مشائخ۔ علماء۔ صوفیاء آپ کی تعظیم و تکریم کرتے تھے آپ کے مناقب و کرامات بہت ہیں۔

امام شعرانیؒ طبقاتِ وسطیٰ میں تحریر فرماتے ہیں کہ شیخ عبد القادر جیلانیؒ عالمانہ لباس پہنتے تھے اور چادر اوڑھتے تھے اور خچر پر سوار ہوتے تھے اور وعظ کے وقت بلند چوکی پر بیٹھتے تھے۔

ابن سمعانی لکھتے ہیں کہ شیخ ابو محمد عبد القادر جیلانی امام حنابلہ۔ شیخ وقت فقیہ۔ صالح بزرگ تھے۔ ہر وقت یادِ الٰہی میں مستغرق رہتے تھے۔ دائم الفکر تھے آپ پر گریہ طاری ہو جاتا تھا اور بہت جلد آنسو رواں ہو جاتے تھے۔

یہی باطنی اشتغال تھا جس نے ظاہری علوم سے حقیقی علوم کی جانب پھیر دیا تھا۔ چنانچہ شیخ عزالدین فاروقی اپنے شیخ حضرت شہاب الدین سہروردی سے نقل فرماتے ہیں کہ آپ نے فرمایا "مجھے علم کلام اور اصول دین کا شوق ہوا۔ میں نے اپنے دل میں کہا کہ اس بارہ میں شیخ عبد القادر جیلانیؒ سے مشورہ لوں گا کہ یہ اشتغال میرے حق میں کیسا ہے۔ آخر اس خیال سے شیخ کی خدمت میں پہنچا۔ پہلے اس سے کہ میں کوئی بات کہوں۔ شیخ نے مجھے دیکھتے ہی فرمایا "اے عمر یہ شغل سامانِ قبر سے نہیں ہے۔ اے عمر یہ شغل سامانِ قبر سے نہیں ہے۔

شیخ شہاب الدین سہروردی فرماتے ہیں جب میں نے آپکی زبان مبارک سے یہ الفاظ سنے تو اس خیال کو اپنے دل سے نکال دیا۔

یہ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی کی اصل حقیقت کی جانب رہنمائی تھی۔ ورنہ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی خود ان علوم میں یگانہ روزگار تھے۔

چنانچہ ابن سمعان لکھتے ہیں کہ شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہ علم اصول و فروع اور علوم خلافیات کو خوب محکم طور سے حاصل کیا۔ اور حدیث کو شیوخ وقت سے سنا اور علم ادب ابو زکریا تبریزی سے پڑھا۔ اور وعظ فرمانا شروع کیا حتی کہ آپ اس میں مشہور ہو گئے۔ پھر آپ نے خلوت و ریاضت اور مجاہدہ و سیاحت اختیار کی۔ راتوں کو جاگتے تھے۔ جنگلوں اور ویرانوں میں پھرتے تھے۔ اور شیخ حماد دباس کی مصاحبت اختیار کی اور ان سے علم طریقت حاصل کیا۔

غرض حق تعالیٰ نے آپ کو خلقت میں مشہور کیا اور خلقت کے دلوں میں آپ کی مقبولیت پیدا کی۔ پس آپ مسند وعظ پر ۵۲۱ھ سے بیٹھے اور اپنے استاد شیخ ابوسعید رحمۃ اللہ علیہ کے مدرسہ میں تدریس اور افتاء کے واسطے قیام فرمایا اور اصول و فروع میں اکثر کتابیں تصنیف فرمائیں۔

صاحب مراۃ الجنان لکھتے ہیں کہ شیخ کا سکوت کلام کرنے کی بہ نسبت زیادہ تھا۔ بیشتر آپ خطرات قلبی پر متوجہ فرمادیتے تھے جس کی وجہ سے آپ کی شہرت عام ہوگئی۔ رباط میں رہتے تھے جو درویشوں اور مسافروں اور مہمانوں کے قیام کے لیے تھی اور جمعہ کے دن کے علاوہ آپ کسی دوسرے دن باہر نہ جاتے تھے۔ بغداد کے اکثر رؤسا نے آپ کے ہاتھ پہ توبہ کی اور بہت یہود و نصاریٰ نے اسلام قبول کیا۔

کسی نے سید احمد رفاعیؒ سے آپ کا حال دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا کہ وہ ایسے شخص تھے کہ ان کی ایک جانب شریعت کا دریا تھا اور ایک جانب حقیقت و معرفت کا دریا تھا جس طرف وہ چاہتے تھے اپنے کو بھی مشغول کرتے تھے اور دوسروں کو بھی سیراب کرتے تھے۔

آپ کے بعض اصحاب سے منقول ہے کہ آپ نے چالیس سال تک صبح کی نماز عشاء کے وضو سے پڑھی۔ ایام جذب میں آپ اکثر مقام واسط اور بصرہ اور بطحا تشریف لے جاتے تھے۔ پھر اپنے برج عجمی میں واپس تشریف لے آتے تھے جو بغداد کی شہر پناہ کے باہر تھا۔ اس عظیم مجاہدہ اور کثرت عبادت کے باوجود مشائخ بغداد سے علوم شریعت کی تکمیل بھی کرتے رہتے تھے۔

جب آپ کو مرتبہ کمال ہوگیا تو شیخ ابوسعید مخزومیؒ حضرت خضر علیہ السلام کے حکم کے مطابق آپ کو شہر بغداد میں لائے اور خلعت خلافت پہنایا اور اپنی جگہ آپ کو بٹھا کر اپنا خلیفہ اور جانشین بنادیا۔

شیخ ابوسعید مخزومی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد ان کا مدرسہ آپ کے سپرد ہوا۔ جس میں بیٹھ کر آپ نے درس و تدریس اور وعظ و تذکیر کا سلسلہ شروع فرمایا اور مخلوق کو راہ حق کی رہنمائی فرمائی اور اپنے فیوض و برکات اشارات وہدایات۔ اسرار و حکم سے ہر خاص و عام کو مستفیض فرمایا۔

شیخ طریقت کی علامات

شیخ عبدالرزاق لغسوتجی نے آپ کے حالات میں لکھا ہے۔ آپ اکثر یہ اشعار پڑھا کرتے تھے اور رویا کرتے تھے۔

اذا لم یکن فی الشیخ خمس فوائد
فلیس الا فدجال یقود الی الجھل
علیم باحکام الشریعۃ ظاھرا
و یبحث عن علم الحقیقۃ عن اصل
و یظھر للوراد بالبشر و القری
و یخضع للمسکین بالقول والفعل
فھذا ھو الشیخ المعظم قدرہ
علیم باحکام الحرام من الحل

يهذب طلاب الطريق ونفسه
مهذبة من قبل ذو كرم كلى

جن کا مطلب یہ ہے کہ اگر شیخ میں پانچ باتیں نہ ہوں تو وہ شیخ نہیں بلکہ دجال ہے جو جہالت کی طرف لے جا رہا ہے۔

اوّل یہ کہ وہ ظاہر شریعت کا عالم ہو یعنی احکام شریعت سے واقف بھی ہو اور ان کا پابند بھی ہو۔

دوسرے یہ کہ علم حقیقت سے بخوبی واقف ہو اور اس کی اصل حقیقت سے آگاہ کر سکے۔

تیسرے یہ کہ جو لوگ اس کے پاس آئیں ان سے خوش اخلاقی اور خندہ پیشانی سے ملے اور ان کی میزبانی کرے۔ انہیں کھانا کھلائے۔

چوتھے یہ کہ غریبوں اور مسکینوں کے ساتھ ہر بات اور ہر کام میں عاجزی اور انکساری سے پیش آئے۔ یہ وہ شیخ ہے جس کا مرتبہ عظیم الشان ہے جو حلال اور حرام احکام سے واقف ہے۔

پانچویں یہ کہ طریق حقیقت کے طالبوں کی باطنی تہذیب و تربیت کرے اور خود اس کا نفس بھی پہلے سے مہذب اور تربیت یافتہ ہو۔ تمام بری عادتوں سے خالی ہو اور تمام اچھی عادتوں سے آراستہ ہو۔

یہ پانچ صفات ہیں جو شیخ کے لیے ضروری ہیں۔ جس میں یہ صفات موجود نہ ہوں وہ شیخ نہیں ہے۔ راہِ حق دکھانے والا نہیں ہے بلکہ دجال کی طرح خلاف شریعت گمراہی کا راستہ بتانے والا ہے۔

عمل کشائش

ابو الفرج ابن جبارؒ نے بیان کیا کہ میرے شیخ محمد بزاز قطیعی نے بیان کیا ہے کہ جب شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ پر کوئی صدمہ یا حادثہ پیش آتا تو آپ حق تعالیٰ کی جانب متوجہ ہوتے اور اچھی طرح وضو کر کے دو رکعت نفل پڑھتے تھے۔ نماز کے بعد سو مرتبہ درود شریف پڑھتے تھے اور کہتے تھے۔

اغثنی یا رسول اللہ علیك الصلوۃ والسلام

پھر سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت کی طرف متوجہ ہو کر دل ہی دل میں آہستہ سے یہ دو شعر پڑھتے تھے۔

ايدركنى ضيم وانت ذخيرتى
والظلم فى الدنيا وانت نصيرتى
وعار على راعى الحمىٰ وهو فى الحمى
اذا ضاع فى البيداء بعيرى

یعنی کیا مجھے بھی کوئی آفت پہنچ سکتی ہے جب کہ آپ کا تعلق میرے لیے ذخیرۂ آخرت ہے اور کیا میں بھی دنیا میں ظلم و ستم کیا جاؤں گا جب کہ آپ میرے مددگار ہیں؟ یہ امر تو گلہ بان کے لیے باعث عار ہے کہ اس کے گلہ میں ہوتے ہوئے اس جنگل میں میرے اونٹ کی رسی گم ہو جائے۔

ان ابیات کے پڑھنے کے بعد آپ درود شریف کی کثرت کرتے تھے۔ جس کی برکت سے آپ پر سے اللہ تعالیٰ اس صدمہ اور آفت کو دور فرما دیتا تھا اور آپ اپنے مریدین کو بھی مصیبت اور آفت کے وقت اس عمل کی تلقین

فرماتے تھے۔

مناوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ یہ ابیات شیخ عبد القادر جیلانی کے ایک قصیدہ کے ہیں۔

علامہ ابن نجار لکھتے ہیں کہ مجھے شیخ جبائی ؒ نے کہا کہ ایک مرتبہ شیخ عبد القادر جیلانی ؒ نے مجھے فرمایا کہ میں نے فرائضِ خداوندی کے بعد تمام نیک کاموں پر غور کیا تو محتاجوں اور مہمانوں کو کھانا کھلانے اور ہر عام و خاص کے ساتھ اچھی طرح عمدہ اخلاق سے پیش آنے سے بہتر کسی کام کو نہیں پایا۔ اب مجھے یہی بات مرغوب و پسندیدہ ہے کہ اگر دنیا کی ساری دولت بھی میرے ہاتھ آجائے تو میں اس کو بھوکوں کو کھلا دوں اور محتاجوں پر خیرات کر دوں۔

اور آپ نے فرمایا میرے ہاتھ میں روپیہ نہیں ٹھہرتا۔ اگر ہزار اشرفیاں بھی مجھے ملیں تو شام سے پہلے خرچ کر دوں اور غرباء پر تقسیم کر دوں۔

فقیر بزرگ کی حقیقت

آپ سے کسی نے فقیر کی حقیقت دریافت کی تو آپ نے اس کے جواب میں فرمایا۔ لفظ فقیر کے چار حرف ہیں۔ ف۔ ق۔ ی۔ ر۔

فاؔ سے اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ حق تعالیٰ کی ذات میں فنا ہو۔ اور اپنی تعریف و توصیف کے خیال سے بالکل فارغ اور خالی ہو نہ تعریف کا خیال ہو اور نہ دوسروں سے اپنی تعریف کا خواہاں اور جویاں ہو۔

قاؔف سے اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ قوت قلب اپنے محبوب عزّ و جلّ شانہٗ سے وابستہ ہو اور اس کی مرضیات پر قائم ہو۔

یاؔ سے اس بات کی طرف اشارہ ہے یرجو و یخاف و یقوم بالتقویٰ ہے یعنی اپنے پروردگار سے اپنی امید وابستہ رکھے اور اسی کا دل میں خوف و خشیت رکھے اور تقویٰ و پرہیزگاری پر اسی طرح قائم رہے جو اس کی شان کے شایان ہے۔

راؔ سے اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اس کے قلب میں رقت و صفائی ہو اور اپنی شہوات و خواہشات اور دنی اغراض سے اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی طرف رجوع ہے۔ جن میں یہ اوصاف پائے جائیں وہی فقیر بزرگ ہے۔

پھر آپ نے فرمایا درویش کے لائق یہ ہے کہ فکرِ عقبیٰ غالب رہے۔ یادِ الٰہی میں مشغول رہے۔ خوش معاملگی اختیار کرے۔ اور ہر کام میں فوراً اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہونے میں غفلت نہ کرے۔ حق تعالیٰ سے اس کی ذات کے سوا کسی چیز کا خواہاں نہ ہو۔ راستی اور سچائی کے سوا کوئی دوسرا طریق اختیار نہ کرے۔ بردبار عالی حوصلہ ہو۔ اپنے کو سب سے زیادہ ذلیل و خوار سمجھے۔ ہنسی بقدرِ تبسم ہو۔ استفہام بطور تعلیم ہو۔ غافلوں کو نصیحت کرے۔ جاہلوں کو تعلیم دے۔ جو اس کو ایذا پہنچائے اس کی ایذا کے درپے نہ ہو۔ بے کار لاحاصل دنیوی باتوں میں مشغول نہ ہو۔ خوب عطا و بخشش کرے۔ کسی کو ایذا اور تکلیف نہ پہنچائے۔ محرماتِ شرعیہ سے بچے۔ حرام غذا اور تمام حرام کاموں سے احتراز رکھے۔ شہوات اور خواہشات نفس سے دور رہے۔ یتیم بچوں کے ساتھ باپ کی طرح شفقت و مہربانی کرے۔ ہنس مکھ اور خندہ پیشانی سے رہے۔ دل یادِ خدا میں مغموم اور فکرِ عقبیٰ میں مشغول ہے۔ فقر و تنگی میں مسرور ہے۔ مصائب

اور سختیوں پر صبر اختیار کرے ۔ راضی برضا ہے ۔ حق تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر گزار رہے ۔ کم بات کرے ۔ اور بکثرت نفل نمازیں پڑھے اور نفلی روزے رکھے ۔ جب کوئی اس پر سختی کرے یا جہالت و نادانی سے پیش آئے تو اس کے ساتھ نرمی اور بردباری سے پیش آئے ۔ اگر کوئی برائی پہنچائے تو اس کے ساتھ بھلائی کرے ۔ کسی کی پوشیدہ بات جو کشف سے معلوم ہو جائے ظاہر نہ کرے ۔ کسی کی پردہ دری نہ کرے ۔ افسردہ خاطر نہ بنے ۔ شوق الٰہی میں کمی نہ آنے دے ۔ عشق الٰہی کی آگ ہر دم قلب میں شعلہ زن رہے ۔ عجلت پسند نہ ہو ۔ حسد اور غیبت اور جھوٹ اور افتراء سے گریز کرے ۔ سخت دلی بے باکی دل آزاری سے دور رہے ۔ اپنے تمام حرکات و سکنات میں حسن ادب اور حسن خطاب ملحوظ رکھے ۔ مہمانوں کی خاطرداری کرے اور ہر کس و ناکس واقف و بیگانہ سب کو کھانا کھلائے ۔ اس کے پڑوسی اس سے مامون ہوں ۔ گالی اور بدزبانی زبان پر نہ آئے ۔ کسی کی مذمت اور برائی نہ کرے ۔ اس کی ہر بات سنجیدہ ہو ۔ اور اس کی تمام حرکات پسندیدہ ہوں ۔ گزشتہ کی مکافات اور آئندہ کی فکر اس پر غالب ہو ۔ جس میں یہ اوصاف پائے جائیں ۔ وہی درویش اور بزرگ اور خدا رسیدہ ہے

وعظ و تذکیر کا اصل محرک

جبائی نقل کرتے ہیں کہ شیخ عبدالقادر جیلانیؒ نے اپنا واقعہ بیان فرمایا کہ بغداد میں ایک بزرگ آئے جن کو شیخ یوسف ہمدانی کہتے ہیں ۔ لوگ ان کو قطب سمجھتے تھے اور ایک رباط (مسافر خانہ) میں قیام فرمایا ۔

جب میں نے یہ سنا تو میں بھی ان کی ملاقات کے لیے رباط پہنچا وہ رباط میں موجود نہ تھے ۔ کسی نے مجھے بتایا کہ وہ نیچے تہ خانہ میں ہیں ۔ میں ان سے ملنے کے لیے وہیں چلا گیا ۔ وہ مجھے دیکھ کر کھڑے ہو گئے اور میرا ہاتھ پکڑ کر اپنے پاس بٹھایا ۔ اور میرا سارا حال خود ہی ذکر کر دیا جو میری مشکلات تھیں وہ سب حل ہو گئیں ۔

پھر مجھے فرمایا ۔ عبدالقادر تم لوگوں کو نصیحت کیا کرو اور وعظ کہا کرو میں نے کہا ۔ میں عجمی شخص ہوں ۔ بغداد کے فصیح لوگوں کے سامنے وعظ کیا کہوں ۔ انہوں نے فرمایا تم نے قرآن مجید حفظ کیا ہے ۔ اور علم فقہ ۔ اصول فقہ ۔ تفسیر حدیث ۔ لغت ۔ صرف ۔ نحو تمام علوم حاصل کیے ہیں کیا اب بھی تمہارا منصب نہیں ہے کہ تم لوگوں کو وعظ سناؤ ۔ جاؤ منبر پر بیٹھو اور وعظ بیان کرو ۔ مجھے تمہارے اندر درخت کمال کی جڑیں دکھائی دے رہی ہیں ۔ عنقریب وہ بارآور درخت ہو جائے گا ۔ رحمہا اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ ۔

پھر وعظ و تذکیر کا سلسلہ شروع ہوا ۔ اور وہ درخت نمودار ہو گیا ۔ جس کے پھل دنیا نے کھائے ۔ اور ہر ملک و گوشہ میں پہنچے اور پہنچ رہے ہیں ۔

کتاب بہجۃ القادریہ میں لکھا ہے کہ شیخ عبدالقادر جیلانیؒ وعظ میں انواع علوم سے کلام کرتے تھے ۔ علمی نکات و اسرار بیان فرماتے تھے ۔ اور جس وقت آپ تخت پر وعظ کے لیے بیٹھتے تھے تو فرط ادب کی وجہ سے نہ کوئی شخص کھانستا تھا ۔ نہ کھنکارتا تھا ۔ نہ ناک صاف کرتا تھا نہ باتیں کرتا تھا ۔ آپ کی عظمت و ہیبت کی وجہ سے سب خاموش بیٹھے رہتے تھے ۔

اور جب آپ وعظ کہتے کہتے مضی القال وعظا بالحال یعنی کلام ظاہر کا وقت گزر گیا۔ اب ہم حال اور کیفیت باطن سے وعظ کہتے ہیں فرما کر ایک دم کھڑے ہو جاتے تو لوگوں میں اضطراب و بے قراری شروع ہو جاتی تھی اور حاضرین پر ایک وجد و بے خودی کی کیفیت طاری ہو جاتی تھی۔

یہ آپ کی ایک کرامت ہی تھی کہ مخلوق کے کثرت ہجوم کے باوجود جس طرح آپ کی آواز نزدیک والے سنتے تھے اسی طرح دور والے بھی سنتے تھے کوئی فرق نہ تھا۔ دوسری کرامت آپ کی یہ تھی کہ آپ لوگوں کے قلبی خطرات کی طرف اشارے کرتے جاتے تھے اور جوابات مرحمت فرماتے رہتے اور لوگوں کے اندرونی شکوک و شبہات کو کشف قلبی کے ذریعہ معلوم کر کے دور فرماتے رہتے تھے۔

جب آپ تخت پر کھڑے ہوتے تھے اس وقت آپ پر صفتِ جلال نمایاں ہوتی تھی۔ آپ کے وعظ میں مردانِ غیب بھی شریک ہوتے تھے۔ حاضرین ان کو آنکھوں سے تو نہ دیکھتے تھے لیکن ہاتھوں سے چھوتے تھے۔ جب فضا آسمانی میں حرکت محسوس ہوتی تھی۔ تو اس سے مردانِ غیب اور مسلم جنات کی آمد کا حال معلوم ہو جاتا تھا۔

امام شعرانی طبقات وسطی میں تحریر فرماتے ہیں کہ وعظ میں آپ یہ کلمات بہت فرمایا کرتے تھے۔

اتبعوا ولا تبتدعوا و اطیعوا ولا تمرقوا و

تم لوگ قرآن و حدیث کا اتباع کرو اور بدعات سے بچو۔ خدا اور

اصبروا ولا تجزعوا وانتظروا الفرج ولا تیأسوا واجتمعوا علی ذکر اللہ ولا تفرقوا وتطهروا بالتوبۃ عن الذنوب ولا تتلطخوا وعن باب مولاکم فلا تبرحوا۔

رسول کی اطاعت کرو اور سرکشی نہ کرو۔ صبر کرو۔ بے صبری مت کرو۔ کشائش کا انتظار کرو۔ ناامید مت ہو۔ ذکر اللہ پر مجتمع رہو اور باہم تفرقہ مت ڈالو۔ گناہوں سے توبہ و استغفار کے ساتھ پاک ہو جاؤ۔ ان میں آلودہ مت رہو اور اپنے مولا کے دروازہ سے مت ہٹو۔

اور اکثر آپ یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ:

"تم لوگ اپنے دلوں کے دروازوں کے دربان بنو۔ جس چیز کو خدا تعالیٰ نے دلوں میں داخل کرنے کا حکم دیا ہے اس کو اپنے دلوں میں داخل کرو اور جسکو نکالنے کا حکم دیا ہے اسکو دل سے نکال دو اپنے دلوں میں خواہشات داخل نہ کرو ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے۔ غفلت نہ کرو۔ اور کسی حال اور مقام پر بھروسہ نہ کرو کہ تم ہمیشہ اس پر قائم ہی رہو گے کیونکہ ہر دن اس کی نرالی شان ہے۔ کل یوم ھو فی شان ہر دن وہ نرالی شان میں ہے۔ تغیر و تبدل اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے وہ دلوں کو بدلنے والا ہے تمہارے خیال اور زعم پر نہیں چھوڑتا۔ لہٰذا تم اپنے باطنی حال سے کسی کو آگاہ نہ کرو ممکن ہے آئندہ تمہارا یہ حال نہ رہے۔ اور حالات میں تغیر آ جائے بلکہ تم ہر وقت حق تعالیٰ سے ڈرتے رہو۔ اگر تمہارا یہ حال قائم ہے تو تم حق تعالیٰ کا شکر ادا کرو کہ یہ تمہارے

واسطے خاص عطا، خداوندی ہے۔

اور آپ فرمایا کرتے تھے کہ تم اپنی منفعت کی سعی اور دفع مضرت کی فکر میں نہ پڑو کیونکہ اگر کوئی نعمت و منفعت تمہارے مقدر میں ہے تو وہ تمہیں ضرور ملے گی ورنہ نہیں۔ اور اگر کسی مصیبت میں مبتلا ہے تو اس کو حق تعالیٰ کے سپرد کرے۔

اور آپ فرمایا کرتے تھے کہ تنگی میں اگر ایک دن کا بھی رزق موجود ہو تو رزاق عزاسمہ کی شکایت نہ کرے ورنہ غضب الٰہی نازل ہوگا۔ عافیت و تندرستی زائل ہو جائے گی اور کفرانِ نعمت کی وجہ سے اسباب رزق کی تنگی ہوگی۔

اور آپ فرمایا کرتے تھے اہل حق اور حق مجالس میں شریک ہونے کے وہی لوگ اہل ہیں جو گناہوں کی گندگی سے پاک و صاف ہو کر آئیں۔ اور فتوح باطنی کا دروازہ اس پر کھلے گا۔ جو خواہش نفسانی سے علیحدہ ہو۔ جب اکثر آدمی گناہوں سے باز نہیں رہتے اور توبہ نہیں کرتے تو بیماریوں میں مبتلا ہوتے ہیں تاکہ ان کا کفارہ ہو جائے۔ بڑوں کی وجہ سے ان کے معصوم بچوں پر بھی مصیبت و آفت آتی ہے۔ بغرض ان گناہوں کے امراض سے لوگوں کو پاک و صاف کرنا ضروری ہے تاکہ وہ قرب خداوندی کے لائق ہو جائیں خواہ ان کی سمجھ میں آئے یا نہ آئے۔

اور آپ فرمایا کرتے تھے۔ اہل ولایت کبریٰ کے لیے دوام بالخصوصی الخ ہے کہ وہ بارگاہ احدیت کی طرف متوجہ رہیں اور مناجات الٰہی سے لطف حاصل

کریں۔

اور آپ فرمایا کرتے تھے کہ کسی پر ظلم نہ کرو۔ اگرچہ وہ کسی بدگمانی کی وجہ سے ہو کیونکہ خداتعالیٰ کے سامنے کسی کا ظلم نہ چل سکے گا اور ظالم کو ضرور سزا ملے گی۔

اور آپ فرمایا کرتے تھے کہ کسی سے محبت و اعتقاد یا نفرت و کراہت نہ رکھو جب تک کہ اس کے اعمال و افعال کو قرآن و حدیث پر نہ پرکھ لو۔ ورنہ وہ محبت و عداوت خواہش نفسانی کی وجہ سے ہوگی۔ محض بدگمانی یا کسی کے تہمت لگانے کی وجہ سے کسی سے نفرت کرنا اور بے تعلقی اختیار کرنا کسی طرح روا نہیں ہے۔

کاملین کو تلقین

شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ اپنے مخلص بندہ مومن پر جو صاحب معرفت بھی ہو اپنے لطف و مہربانی کی وجہ سے متوجہ ہوتا ہے تو اس کے قلب میں اپنی رحمت کا دروازہ کھولتا ہے۔ اور اپنے خصوصی انعام و احسان سے سرفراز فرماتا ہے جس کی وجہ سے اس کو وہ چیزیں دکھائی دینے لگتی ہیں جن کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا اور نہ کسی بشر کے دل میں ان کا خطرہ گزرا اور نہ تصور انسانی میں آئیں۔

مالاعین رأت ولا اذن سمعت ولا خطر علی قلب بشر۔

غرض اس وقت بندہ مومن پر غیب کی باتیں اور مقام قرب الٰہی کے خاص احوال اور علوم و معارف منکشف ہوتے ہیں۔ اس کو بشارتیں دی جاتی ہیں اور

اس کی دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ اور دیگر خاص اسرار و رموز خاص مقربین بارگاہ کو عطا ہوتے ہیں اور انعاماتِ کاملہ جو اہلِ باطن کاملین کے ساتھ مخصوص ہیں اہلِ معرفت کو عطا ہوتے ہیں۔

لیکن اس کے ساتھ ہی مومن بندۂ کامل کے تغیرِ حال کا بھی اندیشہ ہے کیونکہ اس کو انواع و اقسام کی بلاؤں اور طرح طرح کی اذیتوں، مصیبتوں اور محنتوں میں مبتلا کیا جاتا ہے۔ اس کے نفس اور مال اور اولاد اور عزیز و اقارب میں مختلف قسم کی تکالیف اور صدمات پہنچتے ہیں جن پر وہ صبر کرتا ہے لیکن بعض اوقات اس کے قلب میں فرق آنے لگتا ہے۔ حیران ہو کر جب اپنے ظاہرِ حال کو دیکھتا ہے تو خراب و خستہ پاتا ہے کیونکہ مصائب میں مبتلا ہے اور جب باطن پر نظر کرتا ہے تو اسباب رنج و فکر کی فراوانی کی وجہ سے خیالات قلبی میں تغیر نظر آتا ہے اور مایوسی کی حالت طاری ہو جاتی ہے۔ کہ اگر حق سبحانہٗ و تعالیٰ کی جانب سے ان مصائب کا دفیعہ ہو تو اجابت دعا کی امید نہیں اور اگر کسی سے سوال اور التجا کی جائے تو کام نہیں چلتا اور اگر رخصت شرعی پر عمل کرے تو عقوبتِ خداوندی کا اندیشہ ہے۔ بغرض عجب حیرانی اور کشمکش میں مبتلا ہو جاتا ہے جس سے نکلنے کی کوئی صورت نظر نہیں آتی۔

ایسی حالت میں وہ انتہائی ضیق میں پڑ جاتا ہے اور بلاؤں اور محنتوں کا سامنا رہتا ہے مگر چونکہ وہ بذاتِ خود کامل ہے اس لیے وہ سب سختیاں جھیلتا ہے اور شرعی رخصتوں پر عمل نہیں کرتا جس کی وجہ سے اس کی بشری خواہشیں اور نفسانی باتیں سب محو ہو جاتی ہیں اور صرف روحانی انوار باقی رہ جاتے ہیں۔ پھر وہ قلب

سے غیبی آواز سنتا ہے ارکض برجلک ھذا مغتسل بارد و شراب (اپنا پیر زمین پر مار کر یہ آپ سرد غسل اور پینے کے واسطے ہے)

مقصد یہ کہ اب تو مکروہات سے پاک و صاف ہو گیا۔ اپنی پیاس عرفان بجھا اور جس قدر چاہے سیر ہو کر پی۔ پھر حق تعالیٰ اس پر وہ پہلی اطمینانی حالت فرما دیتے ہیں بلکہ پہلے سے زیادہ ترقی عطا فرماتے ہیں اور حق سبحانہٗ و تعالیٰ خود اس کی تربیت باطن اور ترقی درجات کے کفیل بن جاتے ہیں۔

پس اے درویشو! تمہیں اپنی اس صفائی باطن پر جو اس وقت موجود ہے مغرور نہ ہونا چاہیے کیونکہ ابھی درمیانِ راہ ہے اور صدہا آفات سامنے ہیں۔

اور آپ فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص خدا تعالیٰ کو چھوڑ کر دوسروں سے کوئی چیز طلب کرتا ہے وہ خدا تعالیٰ سے غافل ہے۔ مرتبۂ حق کی معرفت سے ناآشنا ہے۔ دوسروں کے سوال سے وہی شخص بچ سکتا ہے جو معرفت خداوندی سے آشنا ہوتا ہے۔

اور آپ فرمایا کرتے تھے کہ آدمی کی ہر دعا جو قبول نہیں ہوتی یہ بھی حق تعالیٰ کی رحمت ہے تاکہ وہ اس اجابتِ دعا پر مغرور نہ ہو جائے اور عبادت سے غافل نہ ہو جائے۔

نیز جس طرح بندہ حق تعالیٰ کی نہیں سنتا اور اس کی نافرمانی کرتا ہے اسی طرح اس کے بدلے میں حق تعالیٰ بھی اس کی دعا کو نہیں سنتے اور اس کو قبولیت نہیں بخشتے۔

اور آپ فرمایا کرتے تھے کہ بندہ کو جو ابتلا عقوبتِ الٰہی کی وجہ سے ہوتا

ہے اس کی علامت یہ ہے کہ اس کو بلا و مصیبت پر صبر و قرار نہیں آتا اور گھبرا کر مخلوق سے شکایت کرتا ہے۔ اور جو ابتلا کفارہ گناہ کے لیے ہوتا ہے۔ اس کی علامت یہ ہے کہ وہ بندہ مصیبت پر صبر کرتا ہے اور کسی سے اس کی شکایت نہیں کرتا اور اوامرِ خداوندی کی بجا آوری اور منہیاتِ شرعیہ سے بچنے میں کاہلی اور سستی نہیں کرتا۔ اور جو ابتلا رفع درجات کے لیے ہوتا ہے۔ اس کی علامت ہے رضا بہ قضا اور اطمینان خاطر اور سکون قلب۔

اور آپ فرمایا کرتے تھے کہ جب تک بندہ کے دل میں اس چیز کی خواہش ہے جس کو اللہ تعالیٰ ناپسند فرماتے ہیں تو اس وقت تک وہ اللہ تعالیٰ کا نافرمان بندہ ہے بلکہ عدو اللہ شمار کیا جاتا ہے۔

اور آپ فرمایا کرتے تھے جب نفس کو مجاہدات اور ریاضات سے مارتا ہے تو وہ زندہ ہوتا ہے اور جب نفس کی خاطر کرتا ہے اور حق تعالیٰ کی رضا جوئی کے لیے اس کو ممنوع چیزوں سے باز نہیں رکھتا اس کی خواہش کے مطابق چلتا ہے تو وہ مردہ ہو جاتا ہے۔

پھر آپ نے فرمایا۔ یہی اس حدیث کے معنی ہیں ارشادِ نبوی ہے:

رجعنا من الجہاد الاصغر الی الجہاد الاکبر۔ ہم چھوٹے جہاد سے بڑے جہاد کی طرف لوٹ آئے۔

چھوٹے جہاد سے مراد کفار و مشرکین کے ساتھ جنگ و قتال ہے اور بڑے جہاد سے مراد اپنے نفس کے ساتھ جہاد ہے نفس کو مارنا ہی جہادِ اکبر ہے۔

اور آپ فرمایا کرتے تھے خوف خدا جو مومن کامل کو حاصل ہوتا ہے اس کی علامت یہ ہے کہ وہ ہمیشہ حلال روزی کی تفتیش اور تلاش میں رہتا ہے قسمت پر بھروسہ کر کے نہیں بیٹھتا۔ کیونکہ اس کی وجہ سے آدمی طلب رزق کے اجر و ثواب سے محروم رہتا ہے۔ اسی لیے حدیث میں آیا ہے المؤمن فتاش والمنافق لقاف یعنی مومن حلال و حرام کی تحقیق و تفتیش سے روزی تلاش کرتا ہے اور منافق آدمی لاگ لپیٹ سے کام کرتا ہے اور حلال و حرام میں تمیز نہیں کرتا۔

صفاتِ خداوندی کی توضیح

حق سبحانہ و تعالیٰ کی صفات کی توضیح میں آپ نے فرمایا:

کہ خدا تعالیٰ نہایت بلندی کے باوجود ہمارے سے قریب ہے۔ اور اپنی قدرت سے مخلوق کو پیدا کرنے والا ہے اور اپنے علم میں سب چیزوں کا احاطہ کرنے والا ہے۔ اس کے کلمات تام اور رحمتِ عام ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ جو لوگ اس کے برابر دوسرے کو جانتے ہیں وہ جھوٹے ہیں۔ جس شخص نے کسی کو اس کا شریک کیا۔ اور اس کے مثل و ہمسر کا اعتقاد رکھا یا اس پاک ذات کے ہمنام کسی کو ٹھہرایا وہ جھوٹا ہے۔ خدا تعالیٰ ایک ہے۔ یکتا ہے کوئی اس کا شریک نہیں ہے۔ بڑا مہربان ہے۔ رحم کرنے والا ہے۔ مالک ہے۔ پاک ہے۔ عزت والا ہے۔ حکمت والا ہے۔ نہ اس سے کوئی پیدا ہوا اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوا۔ اور نہ کوئی اس کا ہمسر، برابر ہے۔ اور نہ

کوئی وزیر یا مشیر یا نائب ہے۔ وہ جسم اور جوہر اور عرض اور ترکیب اور تبعیض اور کیف اور کم (مقدار) اور آلات سے پاک ہے۔ اور اس کی حد نہیں ہو سکتی ہے۔ اور وہ تاریکی اور نور سے جو تاریکی کے بعد ہو پاک ہے کیونکہ وہ خود ابدی نور ہے۔ سب چیزیں اس کے علم میں حاضر ہیں جس حال میں بھی ہوں اس کو سب علم ہے۔ وہ زبردست یکتا ہے۔ ہمیشہ سے ہے۔ ہمیشہ رہنے والا ہے۔ ازلی ابدی ہے۔ قائم رہنے والا ہے۔ زندہ رہنے والا ہے جس کے لیے موت نہیں۔ عظمت و جبروت والا ہے۔ ابدی مملکت والا ہے۔ اس کے لیے کبھی فنا نہیں ہے۔ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ اس کا غلبہ اور قدرت اور جلال کو زوال نہیں ہے۔ وہ فہم و ادراک سے عالی ہے۔ اور قیاس و تشبیہ سے پاک ہے۔ عقول و اذہان کی رسائی سے برتر ہے۔ وہم و خیال کی پرواز سے بالاتر ہے ؎

اے برتر از قیاس و گمان و وہم
وز ہر چہ گفتہ ایم و شنیدیم و خواندہ ایم

تمام مخلوقات کی ہستی اسی سے ہے۔ وہی سب کا خالق اور رازق ہے۔

سب چیزیں اس کی قدرت اور اس کی حکمت پر دلیل و برہان ہیں۔ خدا تعالیٰ کی وہ شانِ کریمی ہے کہ وہ دوسروں کو کھلاتا ہے اور آپ نہیں کھاتا۔ اس نے تمام مخلوقات کو پیدا فرمایا۔ نہ کسی ذاتی نفع کے حصول کے لیے اور نہ کسی ذاتی نقصان کو دفع کرنے کے لیے اور نہ کسی کی خواہش تھی جس کو پورا کرنا تھا۔ نہ کوئی اور فکر لاحق تھا۔ بلکہ محض اپنے ارادہ سے اپنی قدرتِ کاملہ اور حکمتِ تامہ سے کل

کائنات کو وجود بخشا۔ جیسا کہ ارشاد ہے۔

فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيدُ   کرنیوالا ہے جو وہ ارادہ فرماتا ہے۔

؎ رحمتش آورد مارا در وجود   ما نبودیم و تقاضا ہم نبود

خدا تعالیٰ مضرات کو دفع کرنے اور حوادث سے امن دینے۔ اور احوال کو متغیر کرنے اور افعال کو تبدیل کرنے اور اعیان و ذوات کو الٹ پلٹ کرنے اور آسمانوں، چاند و سورج اور سیاروں کو حرکت دینے اور تمام حالات و شیونات اور قلبی کیفیات اور جوارح و اعضاء کے رد و بدل میں منفرد و یکتا ہے۔ جیسا کہ اس کا ارشاد ہے کل یوم ھو فی شان (ہر دن وہ نرالی شان میں ہے)۔ خدا تعالیٰ نے جو مقدر فرمایا ہے اس میں سے ہر چیز کو وہ اپنے وقت پر ظاہر فرماتا ہے۔ اس کی بادشاہت میں کوئی اس کا مددگار نہیں جو اس کی تدبیرات میں شریک ہو۔ نہ کسی کا اس پر زور ہے کہ اس کی مرضی کے خلاف اس سے کرائے۔ اس قسم کے اعتقادات سب باطل ہیں وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے اور جو نہیں چاہتا نہیں کرتا۔

اور آپ فرمایا کرتے تھے کہ حق سبحانہ و تعالیٰ کی رداء کبریائی نے اہل عقل کی عقلوں کو اس کی ذاتِ واجب کی حقیقت کی معرفت سے پوشیدہ کر رکھا ہے اور ان کی نگاہوں کو انوارِ قدسیہ کی شعاعوں نے ادراکِ حقیقت سے خیرہ کر رکھا ہے۔

شیخ عبد القادر جیلانیؒ کا مسلک

امام شعرانیؒ نے طبقات میں لکھا

ہے کہ شیخ علی ابن الھیتی شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کا حال بیان کرتے تھے کہ آپ تفویضِ حق اور رضا برضاءِ الٰہی میں ثابت قدم تھے سب کاموں کو حق تعالیٰ کے سپرد کرتے تھے اسی کی ذات پر بھروسہ کرتے تھے اور رضائے الٰہی پر راضی رہتے تھے۔ آپ کا طریقہ "تجرید توحید" اور "توحید تفرید" تھا۔ مقام وحدت کے غلبہ کے باوجود موقفِ عبدیت سے یکسر متجاوز نہ کرتے تھے۔

اور شیخ عدی بن مسافرؒ فرماتے تھے کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کا طریقہ تھا:۔

تقدیراتِ الٰہیہ کے ماتحت رہنا اور ان پر دل سے خوش رہنا اور روحانی موافقت اور ظاہر و باطن کا اتحاد۔

شیخ بقا ابن بطوؒ کہتے ہیں کہ آپ کا طریقہ تھا کہ آپ اتحادِ قول و فعل اور اخلاص اور تسلیم و رضا اور کتاب و سنت کی موافقت کو ہر لمحہ اپنے تمام حالات اور واردات سے مقدم رکھتے تھے۔

اور شعرانیؒ نے لکھا ہے کہ کسی شخص نے آپ سے حسنِ خلق کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا حسنِ خلق یہ ہے کہ معرفتِ الٰہی کے حصول کے بعد ایسی عادت بن جائے کہ خلقت کا تجھ پر ظلم تیرے دل کو رنجیدہ نہ بنائے اور کسی کی سختی اور درشتی کے ملال کا اثر طبیعت پر نہ آئے اور اپنے نفس کو عیب دار سمجھ کر سب سے حقیر و ذلیل جانے اور مخلوق کو شرفِ ایمانی اور دیگر فضائلِ اسلامی کی وجہ سے ممتاز جان کر معظم و محترم جانے اور ہر ایک کی عظمت و فضیلت کا دل سے اعتراف کرے۔

اور آپ سے کسی نے لقا کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ لقا، لقاء کے بغیر متصور نہیں۔ اور لقاء سے مانع خود تیرا النفس ہے جو تیرے اور حق تعالیٰ سے حجاب بنا ہوا ہے جو تجھے رب کریم تک نہیں پہنچنے دیتا۔ جب تک تیری نظر خلقت پر ہے تو اپنے نفس کو نہ دیکھے گا اور جب تک اپنے نفس کو نہ دیکھے گا اپنے رب کریم کو نہ پائے گا

کتاب و سنت کا اتباع

آپ نے کتاب فتوح الغیب میں تحریر فرمایا ہے کہ:۔

"اے طالب تو کتاب اور سنت کو اپنا پیشوا بنا اور ان کے موافق عمل کر اور قیل و قال میں مست پڑ۔"

یعنی اصل طریق نجات اور صلاح و فلاح کتاب و سنت کا اتباع اور اللہ اور اس کے رسول کے احکام کی اطاعت و فرمانبرداری ہے جو زندگی اور بندگی کا اصل مقصود ہے۔ ائمہ مجتہدین اور اولیائے کاملین اور علمائے عاملین صرف درمیانی وسائط اور ذرائع ہیں جو کتاب و سنت کے راستے پر چلاتے اور اللہ و رسول کے احکام بتاتے ہیں۔

اور شیخ نے فرمایا ہے کہ اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ کا ارشاد ہے،

قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ	اے محمدؐ! تم ایمان والوں سے کہہ دو کہ اگر تم اللہ سے تعلق رکھتے ہو تو میرا اتباع کرو تاکہ اللہ تعالیٰ

بھی نہیں پسند فرمائے۔

پھر آپ نے فرمایا۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا طریق یہ ہے کہ قول اور فعل دونوں میں آپ کا اتباع کرے۔ لہٰذا چونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کسب کرنا میری سنت ہے اور توکل کرنا میری حالت ہے۔ پس آپ کی سنت پر عمل کرنے کے لیے اکتساب اور طلب معاش میں کوشش کرے اس کے بغیر ایمان درست نہ رہے گا اور اگر ایمان قوی ہے تو توکل اختیار کرے اور آپ کی حالت پر رہے مگر یہ اعلیٰ مرتبہ کے کامل لوگوں کا کام ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

فعلی اللہ فتوکلوا — پس تم اللہ پر بھروسہ رکھو۔

اور فرمایا ہے:

ومن یتوکل علی اللہ فھو حسبہ — اور جو شخص بھروسہ کرتا ہے اللہ پر تو اللہ اس کے لیے کافی ہے۔

اور فرمایا ہے:

ان اللہ یحب المتوکلین — بے شک اللہ توکل کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

غرض توکل اختیار کرنے کی تاکید ہے مگر عام بات جو اس سلسلہ میں خواص اور عوام دونوں کے لیے ہو سکتی ہے یہ ہے کہ کسب اختیار کرے اور کسب کے بعد توکل اختیار کرے اور اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھے اپنے اس کسب پر بھروسہ نہ رکھے۔

اگرچہ وہ لوگ جو اسباب کے بغیر محض اللہ سبحانہ وتعالیٰ پر بھروسہ رکھیں اور جو قانع اور صابر لوگ ہیں وہ بلاشک اعلیٰ مرتبہ رکھتے ہیں۔

اور آپ نے فرمایا جو شخص دنیا اور آخرت میں سلامتی کا خواہشمند ہے اس کے لیے لازم ہے کہ صابر رہے۔ رضاء الٰہی پر راضی رہے شکوہ و شکایت سے احتراز کرے یعنی اپنی مصیبت اور تکلیف کو مخلوق کے سامنے بیان نہ کرے بلکہ اپنی تمام حاجات اور ضروریات کو خدا تعالیٰ کے سپرد کرے۔

اور تابمقدور دوسروں کو نفع پہنچانے کی کوشش کرنی چاہیئے اگرچہ تقدیر کا لکھا کسی کی مدد سے بدل نہیں سکتا۔ مگر شاید یہ مدد کرنا بھی امر تقدیری ہو کہ تقدیر میں یہ لکھا ہو کہ فلاں شخص کی مدد اور اعانت سے یہ کام ہو جائے گا اور یہ مشکل حل ہو جائے گی تو یہ مدد و اعانت بھی تقدیر ہی سے ہے۔

سلسلہ خلافت و مسند نشینی

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کو خلعت خلافت اور مسند ارشاد و تلقین حضرت شیخ معظم حماد دباس جی بغدادی اور شیخ ابو سعید علی بن مبارک مخزومی مخزومیؒ دونوں بزرگوں سے بغداد میں عطا ہوئی ہے جیسا کہ پہلے حالات میں بیان ہو چکا۔ شیخ حمادؒ کو خلعت خلافت شیخ اکمل منصور بطا یحییٰ اباثانی ماموں شیخ امام کبیر سید احمد رفاعی سے حاصل تھی جو سلسلہ رفاعیہ کے نام سے موسوم و معروف ہے۔ اور شیخ ابو سعید علی بن مبارک مخزومی کی سند ارشاد و تلقین یہ ہے کہ ا۔

شیخ ابو سعید مخزومیؒ از شیخ ابو الحسن علی ابن یوسف قرشی از شیخ ابو الفرج طرطوسی از شیخ امام ابو الفضل عبد الواحد تمیمی از شیخ اکمل شیخ ابوبکر شبلی از شیخ الطائفہ ابو القاسم جنید بغدادی از شیخ سری سقطی از شیخ ابو محفوظ معروف کرخی از شیخ داؤد طائی از شیخ حبیب عجمی از شیخ حضرت حسن بصری از امیر المؤمنین علی بن ابی طالب از سرور کونین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی اٰلہٖ وسلم۔

ایک دوسرا طریق سند حضرت معروف کرخیؒ کے بعد اس طرح ہے:۔

حضرت معروف کرخی از شیخ سید علی ابن موسیٰ رضا۔ از امام موسیٰ کاظم از امام جعفر صادق از امام محمد باقر از امام زین العابدین علی از امام شہید حسین بن علی از امیر المؤمنین علی بن ابی طالب از سرورِ کائنات رسول الثقلین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ واتباعہ وبارک وسلم۔

حضرت شیخ عبد القادر جیلانیؒ کو ایک سند اجازت اپنے اجداد کے ذریعہ بھی ملی ہے جس کا سلسلہ اس طرح ہے۔

شیخ عبد القادر جیلانیؒ از سید شاہ ابو صالح موسیٰ دوسی از شاہ ولی عبد اللہ دوسی از شاہ یحییٰ دوسی از سید شاہ داؤد سیف اللہ دوسی از سید شاہ داؤد سیف اللہ دوسی از شاہ سید حسن مثنیٰ بن امام حسن از امام حسن از امیر المؤمنین علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہم۔

خلفاء ومجازین

حضرت شیخ عبد القادر جیلانیؒ سے یہ ارشاد وتلقین کا سلسلہ جن بزرگوں سے جاری ہوا ان میں چند اسماء گرامی یہ ہیں، جن کو واسطی نے آپ کے مخصوص اصحاب میں لکھا ہے:۔

شیخ ابو محمد حسن بن عبد الکریم فاسی۔ شیخ احمد بن صالح جیلی شافعی۔ شیخ رسلان ابن عبد اللہ کزانی۔ شیخ احمد بن سعد وہب بغدادی۔ شیخ ابوبکر تمیمی۔ شیخ ابو الحسن علی مشہور بابن نجا انصاری وغیرہم رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔

یہ چھ نام واسطی نے لکھے ہیں۔ ان کے علاوہ اور بھی مشائخ طریقت ہیں جن سے سلسلہ قادریہ کے ارشاد وتلقین کا فیض جاری رہا ہے۔

چنانچہ حضرت مرزا مظہر جان جاناں نے اپنے سلسلہ قادریہ میں سید عبد الرزاق کا ذکر کیا ہے اور حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی نے اپنے سلسلہ قادریہ میں شیخ شمس الدین حداد اور سید عبد الرزاق دونوں بزرگوں کا ذکر کیا ہے۔

اس حقیر وفقیر سراپا تقصیر کو بارگاہ قادریہ سے سلسلہ فیض حاصل ہے جو اس طرح ہے:۔

محمد احتشام الحسن از مرشدی شاہ محمد الیاس کاندھلوی از مرشدی شیخ خلیل احمد محدث انبہٹوی مہاجر مدنی از حضرت شیخ مولانا رشید احمد محدث گنگوہی از شیخ العرب والعجم حاجی امداد اللہ مہاجر مکی از میاں جی نور محمد جھنجھانوی از

حاجی عبدالرحیم شہید ولائتی از سید رحم علی شاہ از سید عبدالرزاق از سید عبد الحیی از سید محمد غوث از سید ابو محمد از سید شاہ محمد از سید قیس الاعظم از سید الیاس مغربی از سید عبدالحق مغربی از سید مولانا مغربی از سید احمد قدسی از سید عبدالقادر قدسی از سید عبدالوہاب از سید موسیٰ از سید یحییٰ زاہد از سید زین العابدین از سید عبداللہ از غوث الثقلین شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہم اللہ تعالیٰ رحمۃً واسعۃً ابداً سرمداً۔

نیز حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کا دوسرا سلسلہ سند اس طرح ہے:

شیخ العرب والعجم حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی از حضرت میانجی نور محمد جھنجھانوی از شیخ حاجی شاہ عبدالرحیم شہید ولائتی از شاہ عبدالباری امروہی از شاہ عبدالہادی امروہی از شاہ عضد الدین از شاہ محمد مکی از شاہ محمدی از شیخ محب اللہ الٰہ آبادی از شیخ ابو سعید گنگوہی از شیخ نظام الدین بلخی از شیخ جلال الدین تھانیسری از شیخ عبدالقدوس گنگوہی از شیخ درویش محمد بن قاسم اودھی از سید بدھن بہرائچی از سید اجمل بہرائچی از مخدوم جہانیاں جہاں گشت سید جلال الدین بخاری از شیخ عبید بن علی از شیخ عبید بن ابی القاسم از شیخ ابو المکارم فاضل از شیخ قطب الدین ابو الغیث از شیخ شمس الدین علی افلح از شیخ شمس الدین حداد از امام الاولیاء سید عبدالقادر جیلانیؒ رحمہم اللہ تعالیٰ۔

اس خلیفہ سیاہ کار کو شیخ العرب و العجم حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی کے خلیفہ حضرت مولانا محب الدین صاحب مہاجر مکی اور حضرت

مولانا محمد شفیع الدین صاحب مہاجر مکی سے بھی اجازت بیعت حاصل ہے یہ روحانی تعلق ہی اس امر کا محرک ہوا کہ غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے حالات اور صحیح تعلیمات دوستوں تک پہنچاؤں اور لوگوں میں پھیلاؤں

فرد ؎

چہ نسبت خاک را با عالم پاک

سوانح کا مختصر خلاصہ

حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ نے امام الاولیاء غوث اعظم حضرت سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی سوانح کا ایک قصیدہ میں مختصر خاکہ بیان کیا ہے۔ فرماتے ہیں:

زبسم اللہ کنم آغاز مدح شاہ جیلانی
کہ بر جسمش درست آمد لباس اعظم ثانی
زہے غوثے کہ غوثیت مدام او را مسلم شد
زہے قطبے کہ قطبیت مراد او است ارزانی
ابو صالح صلاح آثار نام والدش آمد
بعصمت فاطمہ امش کہ بودہ رابعہ ثانی
خطاب او محی الدین عبدالقادر اسم او
شدہ قادر باحیاء کردن دین مسلمانی

سیادت از امامین است او را در نسب نامہ
حسن از جانب والد حسین از جانب ثانی
ز قاضی بو سعید آمد مبارک خرقہ اش در بر
کہ فخر و می مبارک خواند خاتش و سخن دانی
ہر آں کشف و کرامتے کہ بود آں شاہ جیلاں را
نہ در تحریر می گنجد نہ تقریر انسانی ،
نود ۹۰ سالش حیاتش بود تفصیلش ز من بشنو
ہژدہ ۱۸ سال از جیلاں بہ بغداد آمدہ دانی
پئے تحصیل علمی ہفت سال اندر شمار آمد .
بہ بیست و پنج ۲۵ سالش انقطاع از خلق ربانی
چہل سالہ بدعوت سوئے حق خواندن خلائق را
حساب عمر الشاں بود گفتم من بآسانی
بسال پانصد و یک شصت ۵۶۱ھ آں شاہ شاہاں
رواں سوئے جناں گشتہ گزشت از عالم فانی
کمالاتش ز حد بیروں خوارق از شمار افزوں
بعلم و حلم صوفیے چو او پیدا نشد ثانی
چو حرفے بیش ازیں نتواند مدح او گفتن
نگنجویم گر توانم گفت اخلاقے کہ مے دانی

بطفیل خاص اخلاصے کہ قطب الدین کاکیؒ را
بآں درگاہ والا دستگاہ شاہ جیلانیؒ
توئی شاہ ہمہ شاہاں ، ہمہ شاہاں گدائے تو
گدایانِ جہاں نہ امداد تو یابند سلطانی
توئی مطلوب اہل اللہ توئی مقصود ہر آگہ
توئی ہادی ہر گمراہ توئی محبوب سبحانیؒ
گدائے در گہ عالی است شاہا آمدہ کاکی
ببخشش او را سرفرازی از اسرار خدا دانی

غرض فضل ایزدی اور توفیق خداوندی سے غوث اعظم قطب اقطاب امام اولیا حضرت سید عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ دین اسلام کے احیاء اور سر سبز و شاداب کرنے کے لیے کمر بستہ ہو گئے تھے ۔ سات سال علوم شریعت حاصل کیے پھر چالیس سال ان کو عالم میں پھیلایا اور اسلامی امور کو زندہ کیا اور روئے زمین پر اسلام کو پھیلایا ۔ ع

شدہ قادر باحیا کردن دین مسلمانی

اس کے صلہ اور انعام میں پروردگار عالم عزّ اسمہٗ نے آپ کو روئے زمین کی سلطانی عطا فرمائی ۔ ؎

توئی شاہِ ہمہ شاہاں، ہمہ شاہاں گدائے تو
گدایانِ جہاں نہ امداد تو یابند سلطانی

اور یہ شاہی اور سلطانی بھی وقتی اور عارضی نہیں بلکہ دائمی اور پائیدار ہے

کیونکہ بالاتفاق آپ غوثِ اعظم اور قطبِ مدار ہیں جن کا فیضانِ روحانی اور قیادت و سیادت باطنی ہمیشہ باقی رہتی ہے اور مخلوق کو فیضیاب کرتی رہتی ہے۔ اسی لیے آپ کی تعلیمات آپ کی ہدایات آخر تک کے لیے تمام انسانوں کے لیے مشعلِ راہ ہیں۔

اس تحریر سے بھی سوانح نگاری مقصود نہیں اور نہ سوانح کا حق مجھ جیسے بے علم سے ادا ہو سکتا ہے بلکہ عملی سہولت کے لیے ضروری حالات۔ ہدایات اور تعلیمات سید محمد ابو الہدیٰ آفندی کی کتاب "الکواکب الزاہر فی مناقب الشیخ عبد القادرؒ" سے نقل کر دی گئی۔ وہو الموفق۔

ہندوستان میں فیضانِ قادری

جب حضرت غوث اعظم کی شاہی و سلطانی تمام عالم کے لیے تھی تو ہندوستان جیسا مردم خیز خطہ آپ کے فیوض و انوار اور فضل و عرفان سے کس طرح محروم رہ سکتا تھا۔ اس سات سو سال کے عرصہ میں قادریہ خاندان کے کون کون بزرگ ہندوستان میں تشریف لائے اور کس کس مقام پر بیٹھ کر انہوں نے سلطنت اور بادشاہی کی اور کس قدر علمی اور عرفانی بارش سے سرزمینِ ہند کو سیراب فرمایا؟

اس کی تفصیل تو بہت طویل ہے۔ حد حساب سے افزوں ہے مختصر طور پر یوں کہا جا سکتا ہے کہ سرزمین ہند پہ جہاں بھی کوئی شمع ہدایت درخشاں ہے وہ اس نورِ ہدایت سے فروزاں ہے اور یہ سلسلہ اب سے نہیں بلکہ حضرت

غوث اعظم کی حیاتِ طیبہ سے جاری ہے اور از خود اتفاقیہ نہیں بلکہ کسی اندرونی تحریک و ضابطے کے ماتحت اللہ اور اس کے رسول کریم کی بارگاہِ عالی سے مقرر کردہ ہے۔ جس پر کائنات کے نظام کو جاری کر دیا گیا ہے۔

اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ مشائخ چشتیہ کے حالات میں لکھا ہے کہ چشتیہ خاندان کے مشہور بزرگ خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہٗ نے مدت دراز تک اطراف عالم میں اسلام کی روشنی پھیلا کر آخر زمانہ میں مکہ معظمہ پہنچ کر بارگاہِ ایزدی میں حاضری دی۔ ان اسفار میں آپ کے خادمِ خاص حضرت خواجہ معین الدین چشتی قدس سرہٗ آپ کے ہمراہ تھے جو آپ کے خدمت گزار بھی تھے اور شریک کار بھی تھے۔

اس مجاہد دین نے مرکز دین پہنچ کر بارگاہ خداوندی میں دو درخواستیں پیش کیں۔

اول یہ کہ میری قبر مکہ معظمہ میں ہو اور اس کا نشان باقی رہے تاکہ لوگ فاتحہ خوانی سے ان کی روح کو شگفتگی اور تازگی بخشتے رہیں۔ اور مخلوق کا ظاہری تعلق بھی قائم رہے۔

دوسرے یہ کہ آپ کے فرزند معنوی خواجہ معین الدین چشتیؒ کو جنہوں نے مدت دراز تک آپکی خدمت اور دین حق کی نصرت و حمایت کی ہے۔ ایسی ولایت اور خلافت عطا کی جائے جو دوسروں کی عطا و بخشش سے ممتاز ہو۔ ہاتف غیب نے آواز دی تمہاری درخواست منظور کر لی گئی۔ تمہاری آخری آرام گاہ بھی مکہ میں ہوگی۔ اور اس کا نشان مٹایا جائے گا اور تمہارے فرزند

معنوی معین الدینؒ کو ہندوستان کی ولایت و سلطنت عطا کی گئی کیونکہ ابھی تک کسی مسلمان کو پورے ہندوستان کی مملکت نہیں دی گئی ہے۔

لیکن اس بارہ میں پہلے مدینہ منورہ حاضر ہو کر دربار رسالت سے ضابطہ کی کارروائی مکمل کرآئیں اور آپ سے اجازت و سند حاصل کر کے سرزمینِ ہند میں نظم و نسق قائم کریں۔ اور دین اسلام کی دعوت کو پھیلائیں۔

حضرت خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہٗ یہ بشارت سن کر سجدۂ شکر ادا فرمایا اور خواجہ معین الدین چشتی قدس سرہٗ کو خلعتِ خلافت اور بزرگانِ چشت امانت و نیابت سپرد فرما کر آپ کو مدینہ منورہ بارگاہِ رسالت بھیج دیا۔ جب حضرت خواجہ معین الدین چشتی سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ عالی میں باریاب ہوئے تو آنسرور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ پہ نہایت شفقت و مہربانی فرمائی۔ اور تمام ہندوستان کی باطنی ولایت و خلافت آپ کے سپرد فرما دی۔ اور ارشاد فرمایا کہ تمہارا اجمیر میں قیام متعین کیا گیا ہے وہاں جا کر سکونت اختیار کرو۔ تمہارے پہنچنے کے بعد ملکِ ہند میں اسلام کی بنیادیں جم جائیں گی۔

بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے رخصت ہو کر حضرت خواجہ معین الدین چشتی قصبہ بخارا پہنچے۔ جہاں اس زمانہ میں شیخ نجم الدین کبریٰ کا قیام تھا اور ڈھائی ماہ ان کے پاس مقیم رہے۔ وہاں سے قصبہ جبال پہنچے جو بغداد سے ہفت روزہ مسافت پہ کوہِ جودی کے دامن میں واقع ہے۔ شیخ محی الدین ابو محمد عبد القادر جیلانی قدس سرہٗ اس زمانہ میں اسی قصبہ

میں مقیم تھے۔ آپ کے ساتھ پانچ ماہ سات روز رہے اور باہم رموز و اسرار طے ہوئے (مرآۃ الاسرار)

صاحب تحفۃ الراغبین لکھتے ہیں کہ میں نے بعض رسائل میں پڑھا ہے کہ خواجہ معین الدین چشتیؒ نے شیخ محی الدین عبد القادر جیلانیؒ کی خدمت میں چند چلے کھینچے اور جب ہندوستان کی جانب آنے لگے تو غوث اعظم نے آپ کو حزبِ یمانی یعنی دعائے سیفی کی تلقین کی۔

اس سب کا ماحصل یہ ہے کہ خواجہ معین الدین چشتی کو جو عظیم الشان خدمت بارگاہِ خداوندی اور بارگاہِ رسالت مآب سے سپرد کی گئی تھی اس کی مزید تقویت کا سامان حضرت غوث اعظم کے یہاں سے فراہم کیا گیا اور یہ دولت اس طرح درجہ بدرجہ حصہ میں آئی۔ اس کے علاوہ قادریہ خاندان کے بزرگوں مسند نشینوں کے ہندوستان میں اشاعتِ اسلام اور دعوتِ دین کے لیے آمد کا سلسلہ بھی اسی دورِ اول اور غوث اعظم کے زمانہ سے جاری ہے۔ چنانچہ ستر ہویں ہجری میں سفتی ابو سعید رازی قادری ملک رِ تی سے ہندوستان پہنچے اور قصبہ جھنجانہ میں سکونت کی اور دین کی اشاعت و دعوت کا سلسلہ قائم فرمایا۔ اسی قصبہ جھنجانہ کی ایک قدیم حویلی میں جو آپ ہی کے نام سے موسوم ہے آپ کا مزار ہے۔

آپ کی نسل اور اولاد سے اسلام کی کس قدر اشاعت ہوئی اور دین حق کو کس قدر تقویت پہنچی اس کا اندازہ ان بزرگوں کے حالات سے ہو سکتا ہے جو اس خاندان میں پیدا ہوئے۔ شاہ العالمین حضرت شاہ عبد الرزاق جھنجانوی

حضرت شاہ محمد جھنجانوی حضرت میاں جی نور محمد جھنجانوی۔ حضرت مفتی الٰہی بخش جھنجانوی کاندھلوی حضرت مولانا شاہ محمد الیاس صاحب کاندھلوی اور اس خاندان کے تمام بزرگ اسی سلسلہ کے درخشاں ستارے ہیں۔ نسلی تعلق اس سیاہ کار بھی اسی خاندان سے وابستہ ہے۔

شنیدم کہ در روز امید و بیم
بداں را بہ نیکاں بہ بخشد کریم

اسی امید و بیم میں یہ چند بے ربط باتیں سپرد قرطاس کر دی گئی۔ حق تعالیٰ شانہ محض اپنے لطف اور فضل و کرم سے ان کو قبولیت عطا فرمائے اور اپنی مخلوق کو اس سے فائدہ پہنچائے اور میرے لیے اس کو ذخیرۂ آخرت بنائے۔

وما توفیقی الا باللہ العلی العزیز و اخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین والصلوات و التسلیمات علیٰ خیر خلقہٖ محمد وعلیٰ جمیع الانبیاء والمرسلین

دار الاشاعت کاندھلہ ضلع مظفر نگر

ذی الحجہ ۱۳۸۶ھ
۱۰ اپریل ۱۹۶۷ء

محمد احتشام الحسن کاندھلوی

۸۰۔ انواع پر مشتمل علوم و معارف قرآنی کا بیش بہا ذخیرہ

الاتقان
فی علوم القرآن

اردو

فہم قرآن کے لیے اہم اور بنیادی کتاب

تالیف

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ

۸۴۹ھ ــــــ ۹۱۱ھ

یہ جواہر پارہ علامہ سیوطیؒ نے صدہا کتب کے وسیع و عمیق مطالعہ کے بعد ترتیب دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اسے اُمتِ مسلمہ کے تمام طبقات میں قبولیتِ عامہ نصیب فرمائی اور آج قرآن حکیم کا ہر ادنیٰ و اعلیٰ طالب اس عظیم کتاب کا محتاج ہے جناب مولانا محمد حلیم صاحب انصاری کے قلم سے اس کا مستند اردو ترجمہ تزئین و ترتیب کے ساتھ پیشِ خدمت ہے

ادارہ اسلامیات لاہور

قال اللہ تعالیٰ

[illegible]

محمد اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ آپ کے صحبت یافتہ ہیں
وہ کافروں کے مقابلہ میں تیز ہیں آپس میں مہربان ہیں اے
مخاطب تو ان کو دیکھے گا کبھی رکوع کر رہے ہیں کبھی سجدہ کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ
کے فضل اور رضامندی کی جستجو میں لگے ہوئے ہیں

انبیاء کرام علیہم السلام کے بعد دُنیا کے مقدس ترین انسانوں کی سرگزشت حیات

سِیَرُ الصّحابہ رضی اللہ عنہم

تاریخ اسلام، اسماء الرجال اور ذخیرہ احادیث کی گرانقدر کتابوں سے ماخوذ
مستند حوالہ جات پر مبنی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نیز مشہور تابعین و تبع تابعین اور
ائمہ کرام رحمہم اللہ کے مفصل حالات زندگی پر اُردو میں سب سے جامع کتاب

جلد اوّل ۱
خلفائے راشدینؓ

جلد دوم ۲ — سیر مہاجرینؓ کامل دو حصے
جلد سوم ۳ — سیر انصار کامل دو حصے
جلد چہارم ۴ — چار کبار صحابہؓ / ۵۰ اصغار صحابہؓ
جلد پنجم ۵ — اسوۂ صحابہ کامل دو حصے
جلد ششم ۶ — سیر الصحابیاتؓ / اسوۂ صحابیاتؓ / اہل کتاب صحابہ
جلد ہفتم ۷ — تابعین کرامؒ
جلد ہشتم ۸ — تبع تابعینؒ (اوّل)
جلد نہم ۹ — تبع تابعینؒ (دوم)

[illegible]

ملنے کا پتہ: ادارۂ اسلامیات ۱۹۰۔ انارکلی۔ لاہور
(فون۔ ۶۳۲۲۵۳)

ادارہ اسلامیات

پبلشرز، بک سیلرز، ایکسپورٹرز

★ ـــــ دینا ناتھ مینشن، مال روڈ، لاہور

فون ۷۲۴۳۳۱۲ - فیکس ۹۲-۴۲-۷۳۲۴۷۸۵

★ ـــــ ۱۹۰، انارکلی، لاہور، پاکستان

فون ـــــ ۷۲۳۳۹۹۱ - ۷۳۵۳۲۵۵

★ ـــــــــــــــ موہن روڈ

چوک اُردو بازار، کراچی۔ فون ۲۷۲۲۴۰۱

E-mail:idara@brain.net.pk